اکتوبر،نومبر،دسمبر 2024ء

مجلس انصاراللہ بیلجیئم کا تربیتی وعلمی سہ ماہی مجلّہ

میں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر
میں وہ ہوں نورِ خدا جن سے ہوا دن آشکار

(درِثمین)

www.ansarullah.be | ishaat@ansarullah.be | +32 484943446

اداریہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ:۔

انسان جتنے چاہے مجاہدات کرتا رہے لیکن اگر اطاعت نہیں تو نہ ہی انسان کو روحانی لذّت اور روشنی مل سکتی ہے، نہ زندگی کا سکون مل سکتا ہے۔ پس جو لوگ اپنی نمازوں اور عبادتوں پر بہت مان کر رہے ہوتے ہیں اور اطاعت سے باہر نکلتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث نہیں بن سکتے۔

پھر اطاعت کا معیار حاصل کرنے کے لئے ایک اہم بات آپ نے بیان فرمائی کہ اطاعت میں اپنے ہوائے نفس کو ذبح کرنا ضروری ہے۔ اپنے تکبّر کو مارنا ہو گا۔ اپنی انانیت پر چھری پھیرنی ہو گی۔ اپنی خواہشات کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی کے موافق کرنا ہو گا تب ہی اطاعت کا معیار حاصل ہو گا۔ ورنہ آپ فرماتے ہیں اس کے بغیر اطاعت ممکن ہی نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ بڑے بڑے موحّدوں کے دلوں میں بھی بُت بن سکتے ہیں۔ ایسے لوگ جو خدائے واحد کی عبادت کرنے والے ہیں یہ کہتے ہیں کہ ہم ایک خدا کی عبادت کرنے والے ہیں۔ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی یاد بقول اُن کے ان کے دل میں ہے۔ فرمایا کہ ان کے دلوں میں بھی بُت بن سکتے ہیں۔ بیشک ایک خدا کی عبادت کا دعویٰ ہو لیکن خود پسندی اور فخر کے بت دلوں میں بیٹھے ہوں گے جو ایک وقت میں پھر انسان کو ادنیٰ اطاعت سے بھی باہر نکال دیتے ہیں۔ بڑی بڑی باتیں تو ایک طرف رہیں۔ آپ نے واضح فرمایا کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے سچی اطاعت کے بعد ہی اپنی عبادتوں کے وہ اعلیٰ ترین نتائج حاصل کئے جو ہمارے لئے آج نمونہ ہیں۔... ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ آج بھی وہی قرآن ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے احکامات ہیں۔ اسی رسول کی ہم پیروی کرتے ہیں جس نے ہماری رہنمائی کی ہے اور احادیث کی کتب میں ہمیں وہ رہنمائی مل بھی جاتی ہے۔... اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی کامل اطاعت ہو گی تو اس نور سے بھی حصہ ملے گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا تھا۔... جیسا کہ میں نے کہا ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کے احکام قرآن کریم کی صورت میں موجود ہیں جو ہمارے لئے قابل اطاعت ہیں اور قابل عمل ہیں۔ ہمارے پاس اُسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہے جس کی اطاعت کرنا ہم پر فرض کیا گیا ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۵/ دسمبر ۲۰۱۴ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل ۲۶/ دسمبر ۲۰۱۴ء)

مجلسِ ادارت

مدیر: کاشف ریحان خالد (قائد اشاعت مجلس انصاراللہ بیلجیئم)

نگرانِ اعلیٰ: وسیم احمد شیخ صاحب (صدر انصاراللہ بیلجیئم)، توصیف احمد صاحب (مربی سلسلہ احمدیہ)

ڈیزائن و ترتیب: ناصر شبیر صاحب (سیکرٹری اشاعت انٹورپن) ویب سائیٹ: حافظ جہانزیب قریشی صاحب (قائد تعلیم القرآن)

معاونین: رفیق احمد ہاشمی صاحب ۔ فرید یوسف صاحب۔

www.ansarullah.be | ishaat@ansarullah.be | +32 484943446

اطاعت وفرمانبرداری کی اہمیت

ارشادِ باری تعالیٰ

وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا، غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ۔ (سورۃ البقرۃ۔286)

اورانہوں نے کہا کہ ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی۔تیری بخشش کے طلبگار ہیں۔ اے ہمارے ربّ! اور تیری طرف ہی لوٹ کر جانا ہے۔

حدیثِ نبوی ﷺ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تنگدستی اور خوشحالی اور ناخوشی، حق تلفی اور ترجیحی سلوک، غرض ہر حالت میں تیرے لئے حاکم وقت کے حکم کو سننا اور اس کی اطاعت کرنا واجب ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الامارۃ)

کلام الامام علیہ السلام

سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

"کیا اطاعت ایک سہل امر ہے! جو شخص پورے طور پر اطاعت نہیں کرتا وہ اس سلسلے کو بدنام کرتا ہے۔ حکم ایک نہیں ہوتا بلکہ حکم تو بہت ہیں۔ جس طرح بہشت کے کئی دروازے ہیں کہ کوئی کسی سے داخل ہوتا ہے اور کوئی کسی سے داخل ہوتا ہے، اسی طرح دوزخ کے کئی دروازے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ تم ایک دروازہ تو دوزخ کا بند کرو اور دوسرا کھلا رکھو۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 411)

سورۃ فاتحہ میں گلاب ایسی وجوہ بے نظیری

پس جاننا چاہئے کہ یہ امر ہر یک عاقل کے نزدیک بغیر کسی تردّد اور توقّف کے مسلّم الثبوت ہے کہ گلاب کا پھول بھی مثل اور مصنوعاتِ الٰہیہ کے ایسی عمدہ خوبیاں اپنی ذات میں جمع رکھتا ہے جن کی مثل بنانے پر انسان قادر نہیں اور وہ دو طور کی خوبیاں ہیں۔ ایک وہ کہ جو اس کی ظاہری صورت میں پائی جاتی ہیں اور وہ یہ ہیں کہ اس کا رنگ نہایت خوشنما اور خوب ہے اور اس کی خوشبو نہایت دل آرام اور دلکش ہے اور اس کے ظاہر بدن میں نہایت درجہ کی ملائمت اور تروتازگی اور نرمی اور نزاکت اور صفائی ہے اور دوسری وہ خوبیاں ہیں کہ جو باطنی طور پر حکیم مطلق نے اِس میں ڈال رکھی ہیں یعنی وہ خواص کہ جو اس کے جوہر میں پوشیدہ ہیں اور وہ یہ ہیں کہ وہ مفرّح اور مقوّی قلب اور مُسکن صفرا ہے اور تمام قویٰ اور ارواح کو تقویت بخشتا ہے اور صفرا بلغم رقیق کا مسہّل بھی ہے اور اسی طرح معدہ اور جگر اور گردہ اور امعا اور رِحم اور پھیپھڑہ کو بھی وقوّت بخشتا ہے اور خفقان حارّ اور غشی اور ضعفِ قلب کے لئے نہایت مفید ہے اور اسی طرح اور کئی امراض بدنی کو فائدہ مند ہے۔

پس انہیں دونوں طور کی خوبیوں کی وجہ سے اس کی نسبت اعتقاد کیا گیا ہے کہ وہ ایسے مرتبہ کمال پر واقعہ ہے کہ ہرگز کسی انسان کے لئے ممکن نہیں کہ اپنی طرف سے کوئی ایسا پھول بناوے کہ جو اس پھول کی طرح رنگ میں خوشنما اور خوشبو میں دلکش اور بدن میں نہایت تروتازہ اور نرم اور نازک اور مصفّا ہو اور باوجود اس کے باطنی طور پر تمام وہ خواص بھی رکھتا ہو جو گلاب کے پھول میں پائے جاتے ہیں۔

اور اگر یہ سوال کیا جائے کہ کیوں گلاب کے پھول کی نسبت ایسا اعتقاد کیا گیا کہ انسانی قوتیں اس کی نظیر بنانے سے عاجز ہیں اور کیوں جائز نہیں کہ کوئی انسان اس کی نظیر بنا سکے اور جو خوبیاں اس کی ظاہر و باطن میں پائی جاتی ہیں وہ مصنوعی پھول میں پیدا کر سکے۔ تو اس سوال کا جواب یہی ہے۔ کہ ایسا پھول بنانا عادتاً ممتنع ہے اور آج تک کوئی حکیم اور فیلسوف کسی ایسی ترکیب کسی قسم کی ادویہ کو بہم نہیں پہنچا سکا کہ جن کے باہم مخلوط اور ممزوج کرنے سے ظاہر و باطن میں گلاب کے پھول کی سی صورت اور سیرت پیدا ہو جائے۔

اب سمجھنا چاہئے کہ یہی وہ وجوہ بے نظیری کی سورہ فاتحہ میں بلکہ قرآن شریف کے ہر یک حِصّہ اقلّ قلیل میں کہ جو چار آیت سے بھی کم ہو پائی جاتی ہیں۔ پہلے ظاہری صورت پر نظر ڈال کر دیکھو کہ کیسی رنگینی عبارت خوش بیانی اور جَودتِ الفاظ اور کلام میں کمال سلاست اور نرمی اور روانگی اور آب و تاب اور لطافت وغیرہ لوازم حسن کلام اپنا کامل جلوہ دکھا رہے ہیں۔ ــــــ جاری

الفاظ	اعراب	معانی
عاقل	عَاقِلْ	عقلمند، عقل والا، دانش مند، فہم و ادراک کا مالک
تردّد	تَرَدُّدْ	ہچکچاہٹ، تذبذب، تأمّل
توقف	تَوَقُّفْ	ٹھہرنا، رکنا، تاخیر
مسلّم	مُسَلَّمْ	تسلیم کیا گیا، ماننے کے قابل، کامل، یقینی
مثل	مِثْلْ	تمام صفات میں برابر، مانند، متشابہ، ہم رتبہ
مصنوعات	مَصْنُوْعَاتْ	بنائی ہوئی چیزیں، تیار کردہ اشیاء
طور	طَوْرْ	طرح، طریقہ، قسم، نوع
دلکش	دِلْکَشْ	دل لبھانے والا، خوبصورت، پسندیدہ
ملائمت	مُلَائِمَتْ	نرمی، نزاکت، نرم مزاج
تروتازگی	تَروتَازْگی	بارونق، ہرا بھرا، سرسبز و شاداب
نزاکت	نَزَاکَتْ	نازک ہونا، لطافت
باطنی	بَاطِنِی	پوشیدہ، چھپا ہوا، اندرونی جو ظاہری نہ ہو
حکیم	حَکِیْمْ	صاحبِ حکمت، عالم، دانا، اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام، قرآن کی صفت
مطلق	مُطْلَقْ	کامل، بالکل، خالص، بے قید، خود مختار، جو پابند نہ ہو
خواص	خَوَاصْ	خاصیتیں، عادات و اطوار، سیرتیں، خصوصیات، خاص اوصاف
جوہر	جَوهَرْ	شے کی اصل، حقیقت، راز
پوشیدہ	پوشِیدَہ	مخفی، چھپا ہوا
مفرّح	مُفَرِّحْ	دل کو فرحت دینے والا، خوش
قویٰ	قُوٰی	قوتیں، طاقتیں
مسکن صفرا	مُسَکِّنِ صَفْرَا	گرم و خشک مزاج کو تسکین دینے والا
مقوی	مُقَوِّی	قوت دینے والا
ارواح	اَرْوَاحْ	روحیں، جانیں
بلغم	بَلْغَمْ	لیسدار فاسد مادہ جو سینے میں جمع ہوتا ہے کھانسی کے ساتھ خارج ہوتا ہے
رقیق	رَقِیْقْ	پانی کی مانند، پتلا، نرم، ملائم
مسہل	مُسْہِلْ	وہ دوا جس سے دست آئیں
امعا	اَمْعَا	انتڑیاں، آنتیں
خفقان	خَفَقَانْ	وحشت، گھبراہٹ، دل کی دھڑکن جو معمول سے زیادہ ہو، ایک بیماری جس میں دل کی حرکت بڑھ جاتی ہے۔
حارّ	حَارّْ	تکلیف دہ، سخت
غشی	غَشِیْ	بے ہوش

ضعف	ضُعُفُ	کمزوری
مصفّا	مُصَفَّا	صاف شفاف ہونا
نظیر	نَظِیرُ	مثال، مانند، طرح، جیسا
عاجز	عَاجِزُ	خاکسار، ، مایوس، ناامید، لاچار، جو کوئی کام کرنے کی قدرت نہ رکھتا ہو
مصنوعی	مَصْنُوعِی	بناوٹی، جعلی، غیر حقیقی
ممتنع	مُمْتَنِع	جو روکے یا جو اجازت نہ دے، روکنے والا، منع کرنے والا
ادویہ	اَدْوِیَہ	دوا، ادویات
بہم	بَہَمْ	لے ہوئے، ایک دوسرے کے ساتھ، یکساں، یکجا
مخلوط	مَخْلُوط	مرکب جس میں ایک سے زائد جزو ہوں، ملا ہوا، (دواسازی) وہ سیال مرکب جو دو یا دو سے زیادہ دواؤں کی ترکیب سے تیار ہو ہو، مکسچر
ممزوج	مَمْزُوجُ	ملا ہوا، ترکیب دیا گیا، مجازاً مخلوط، جس میں پانی یا کوئی عرق ملایا گیا ہو۔ عموماً شراب کے لیے مستعمل
وجوہ	وُجُوہ	اسباب، وجہیں، الفاظ جو ایک ہی معنی میں استعمال ہوں ۔ خصوصاً قرآن مجید میں۔
بے نظیری	بے نَظِیر	بے مثال، لاثانی
اقل قلیل	اَقَلِ قَلِیل	بہت ہی کم، کم سے کم، قلیل سے بھی قلیل
جودت	جَودَتُ	تیزی، طراری (عموماً طبیعت، ذہن یا فکر وغیرہ کی)، فراست، لیاقت، تیز فہمی
سلاست	سَلَا سَتُ	روانی
آب و تاب	آب و تَاب	تعریف کرنا
لطافت	لَطَافَتُ	عمدگی، خوبی، نزاکت، تازگی، (گفتگو کی) فصاحت، سلاست، روانی، سلیقہ
لوازم	لَوَازِمْ	ضروری چیزیں، ضروری امور، ضروری نتائج
کامل	کَامِلُ	مکمل، پورا، تمام، جس میں اپنی نوع کے جزئیات کے اعتبار سے کوئی نقص وغیرہ نہ ہو

شیخ سعدیؒ لکھتے ہیں کہ ایک بادشاہ کو ناروا کی بیماری تھی ۔ اس نے کہا کہ میرے لیے دعا کریں کہ اللہ کریم مجھے شفا بخشے تو میں نے جواب دیا کہ آپ کے جیل خانہ میں ہزاروں بے گناہ قید ہوں گے ان کی بد دعاؤں کے مقابلہ میں میری دعا کب سنی جا سکتی ہے ۔ تب اس نے قیدیوں کو رہا کر دیا اور پھر وہ تندرست ہوگیا۔ غرض خدا کے بندوں پر اگر رحم کیا جائے تو خدا بھی رحم کرتا ہے ۔ ■

(ملفوظات جلد نہم صفحہ ۳۶۹)

گھروں میں راشن رکھنے اور توکل الٰہی پر توجہ کی تحریک

حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۲/نومبر ۲۰۲۴ء میں دنیا کے موجودہ حالات کے پیش نظر دعاؤں کی تحریک کرتے ہوئے فرمایا

اس وقت میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں جیسا کہ سب جانتے ہیں کہ یورپ میں بھی حالات بڑی تیزی سے جنگ کی طرف جا رہے ہیں۔ یوکرائن اور روس کی جنگ پھیلنے کا خطرہ بڑھتا جا رہا ہے۔ یورپ کے باقی ملکوں کو بھی دھمکیاں مل رہی ہیں۔ اکثر عقل رکھنے والے اور امن پسند لوگ، لیڈر اس بارے میں پریشان بھی ہیں۔ بہر حال دعا کریں اللہ تعالیٰ احمدیوں اور امن پسند لوگوں کو جنگ کے بد اثرات سے محفوظ رکھے۔ اور یہ لوگ جنگ میں ایسے ہتھیار استعمال نہ کریں جن کے استعمال سے آئندہ نسلیں متاثر ہوتی ہوں۔

مسلمان ممالک کے لیے بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کو بھی عقل اور سمجھ دے اور اللہ ان کو حق پہچاننے کی توفیق دے۔

حضور انور نے احباب جماعت کو موجودہ حالات میں گھروں میں راشن کا انتظام رکھنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا: اس بات کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ حالات جس طرح تیزی سے بگڑے ہیں اور بگڑ رہے ہیں ان حالات کی وجہ سے پہلے لوگوں کی توجہ ہے لیکن دوبارہ یاددہانی کروادوں کہ گھروں میں دو، تین مہینے کا راشن رکھنے کی کوشش کریں۔ لیکن سب سے اہم نقطہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اس کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اس سے تعلق پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ اس میں بڑھنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔

(آمین)

اطاعتِ نظام جماعت اور ہماری ذمہ داریاں

تحریر:۔ توصیف احمد

کسی بھی قوم یا جماعت کی ترقی کا معیار اور ترقی کی رفتار اس قوم یا جماعت کے معیار اطاعت پر ہوتی ہے۔ جب بھی اطاعت میں کمی آئے گی ترقی کی رفتار میں کمی آئے گی۔ اور الٰہی جماعتوں کی نہ صرف ترقی کی رفتار میں کمی آتی ہے بلکہ روحانیت کے معیار کے حصول میں بھی کمی آتی ہے۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں بے شمار دفعہ اطاعت کا مضمون کھولا ہے۔ اور مختلف پیرایوں میں مومنین کو یہ نصیحت فرمائی کہ اللہ کی اطاعت اس وقت ہوگی جب رسول کی اطاعت ہوگی۔ کہیں مومنوں کو یہ بتایا کہ بخشش کا یہ معیار ہے کہ وہ خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کریں اور تمام احکامات پر عمل کریں تو پھر مغفرت ہوگی۔ پھر فرمایا کہ تقویٰ کے معیار بھی اس وقت قائم ہوں گے بلکہ تم تقویٰ پر قدم مارنے والے اس وقت شمار ہوگے جب اطاعت گزار بھی ہوگے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ النساء کی آیت ۶۰ میں فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا ﴿۶۰﴾

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے حکام کی بھی۔ اور اگر تم کسی معاملہ میں (اُولوالامر سے) اختلاف کرو تو ایسے معاملے اللہ اور رسول کی طرف لَوٹا دیا کرو اگر (فی الحقیقت) تم اللہ پر اور یومِ آخر پر ایمان لانے والے ہو۔ یہ بہت بہتر (طریق) ہے اور انجام کے لحاظ سے بہت اچھا ہے۔ سورۃ النساء 60

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور جس نے میرے امیر کی (یعنی مقرر کردہ نمائندے کی) اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

(صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب وجوب طاعۃ الامراء فی غیر معصیۃ وتحریمھا فی المعصیۃ)

ایک روایت میں آتا ہے حضرت ابن عباسؓ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے حاکم سے ناپسندیدہ بات دیکھے وہ صبر کرے کیونکہ جو نظام سے بالشت بھر جدا ہوا اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔

(صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب وجوب ملازمۃ جماعۃ المسلمین عند ظہور الفتن وتحذیر الدعاۃ الی الکفر)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے کیا توقع رکھتے ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں: ”کیا اطاعت ایک سہل امر ہے! جو شخص پورے طور پر اطاعت نہیں کرتا وہ اس سلسلے کو بدنام کرتا ہے۔ حکم ایک نہیں ہوتا بلکہ حکم تو بہت ہیں۔ جس طرح بہشت کے کئی دروازے ہیں کہ کوئی کسی سے داخل ہوتا ہے اور کوئی کسی سے داخل ہوتا ہے، اسی طرح دوزخ کے کئی دروازے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ تم ایک دروازہ تو دوزخ کا بند کرو اور دوسرا کھلا رکھو۔“

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 411)

ہمارا یقین ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے، اور آپکے ہر فیصلہ کے پیچھے خدا تعالیٰ کی حکمت ہوتی، بعض اوقات ہمیں بعض فیصلے سمجھ نہیں آتے، لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ وقت بتاتا ہے کہ خلیفۂ وقت کے فیصلہ میں ہی برکت ہوتی ہے۔ مثلاً: اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں مومنین کی نشانیاں بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ سمعنا و اطعنا۔۔ کہ ہم سنتے اور اطاعت کرتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ بعض لوگ، لوگوں میں بیٹھ کر کہہ دیتے ہیں کہ نظام نے یہ فیصلہ کیا فلاں کے حق میں اور میرے خلاف۔ لیکن میں نے صبر کیا لیکن

فیصلہ بہرحال غلط تھا۔ میں نے مان تو لیا لیکن فیصلہ غلط تھا۔ تو اس طرح لوگوں میں بیٹھ کر گھما پھرا کر یہ باتیں کرنا بھی صبر نہیں ہے۔ صبر یہ ہے کہ خاموش ہو جاتے اور اپنی فریاد اللہ تعالیٰ کے آگے کرتے۔ ہو سکتا ہے جہاں بیٹھ کر باتیں کی گئی ہوں وہاں ایسی طبیعت کے مالک لوگ بیٹھے ہوں جو یہ باتیں آگے لوگوں میں پھیلا کر بے چینی پیدا کرنے کی کوشش کریں اور اس طرح نظام کے بارے میں غلط تاثر پیدا ہو۔ اور اس سے بعض دفعہ فتنے کی صورت بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور پھر جو لوگ اس فتنے میں ملوث ہو جاتے ہیں ان کے بارے میں فرمایا کہ پھر وہ جاہلیت کی موت مرتے ہیں۔ نظام جماعت کی اطاعت دراصل خلیفہ وقت کی اطاعت ہوتی ہے۔

(خطبہ جمعہ 31/ دسمبر 2004ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 14/ جنوری 2005ء صفحہ 5)

انسان کے دل میں کئی دفعہ شیطان آ جاتا ہے کہ شائد میرے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے۔ شیطان انسان کو کئی طرح سے ورغلانے کی کوشش کرتا ہے۔ شیطان سے بچنے کا واحد طریقہ جماعت اور نظام جماعت سے اپنے آپکو وابستہ کرنا ہی ہے۔

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ "ایک روایت میں آتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس طرح بکریوں کا دشمن بھیڑیا ہے اور اپنے ریوڑ سے الگ ہو جانے والی بکریوں کو بآسانی شکار کر لیتا ہے اسی طرح شیطان انسان کا بھیڑیا ہے۔ اگر جماعت بن کر نہ رہیں یہ ان کو الگ الگ نہایت آسانی سے شکار کر لیتا ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص جنت کے وسط میں اپنا گھر بنانا چاہتا ہو اسے جماعت سے چمٹے رہنا چاہئے اس لئے کہ شیطان ایک آدمی کے ساتھ ہوتا ہے اور جب وہ دو ہو جائیں تو وہ دُور ہو جاتا ہے یعنی شیطان پھر چھوڑ دیتا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ دلوں میں پھاڑ پیدا کیا جائے۔ پس جماعت میں ہی برکت ہے اور نظام جماعت کی اطاعت میں ہی برکت ہے"۔

(خطبہ جمعہ 27/ اگست 2004ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 10/ ستمبر 2004ء صفحہ 7)

اطاعت اور نظام جماعت و نظام خلافت کے آپس کے اس مضمون کو اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھی کی مثال دی ہے کہ کس طرح ایک نظام کے تحت مکھیاں ملکہ کی اطاعت کر رہی ہوتی ہیں اور پھر اس کی اطاعت کے نتیجہ میں ایک ایسی غذا یعنی شہد تیار ہوتا ہے جس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ فِيْهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ۔ اس طرح جماعت میں رہتے ہوئے ایک خلیفہ کی اطاعت میں صحت مند مقوی غذا فتوحات اور ترقیات کی صورت میں ملتی ہے اور جماعت کو مل رہی ہے کیونکہ اطاعت، اطاعت اور اطاعت ہی ہمارا پہلا سبق ہے اور پورا طرہ امتیاز ہے۔ دیکھیں جنگ خندق کی کھدوائی کے وقت جب درمیان میں چٹان آئی تو بعض صحابہ نے کہا کہ چند قدم ہٹ کر یہ خندق کھودی جائے مگر حضرت سلمان فارسی بضد رہے کہ جو لکیر خندق کھودنے کے لئے میرے آقا حضرت محمد ﷺ نے لگائی ہے۔ میں تو اس سے ایک قدم بھی نہیں ہٹوں گا۔ اتنے میں آنحضور ﷺ تشریف لائے آپ نے کدال پکڑی اور زور سے ضربیں لگائیں کہ چٹان بھی ٹوٹی اور قیصر و کسریٰ کے بادشاہوں کی تباہی کی خبریں دیں۔

آج اس زمانہ کے مامور حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام بھی فارسی النسل ہیں۔ سلمان فارسی کی نسل سے ہیں اور ہم ان کے روحانی فرزند ہیں ہم پر لازم ہے کہ ہم بھی آپکی اور آپکے خلفاء کی کامل اطاعت کریں، اور جس حد تک ہم اپنے آپکو خلیفہ وقت اور نظام جماعت کو اپنے آپ اور اپنی آئندہ آنے والی نسلوں کو جوڑ دیں گے اسی قدر خدا تعالیٰ کا قرب بھی ملے گا اور فتوحات بھی ملیں گی۔

ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے خطبات میں آئندہ بہت بڑی فتوحات کی بشارات اور خوشخبریاں دے رہے ہیں۔ پس ان فتوحات کو قریب تر لانے اور دیکھنے کے لئے اور اس کے رسول کی اطاعت اور نظام جماعت کو لازم پکڑنا ہوگا اور اپنی نسلوں کو باور کرنا ہوگا کہ ہر قسم کی ترقی اطاعت رسول اور اس کے نمائندہ کی اطاعت سے نہ صرف وابستہ کر دی گئی ہے۔ بلکہ تمام عہدیداران کی اطاعت اور ان کا احترام جس حد تک بڑھے گا۔ خدا تعالیٰ کی محبت بھی بڑھتی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ کے حضور دُعا ہے کہ وہ ہمیں ہمیشہ اللہ تعالیٰ، اُس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت مسیح موعود علیہ السلام، خلافتِ احمدیہ اور نظامِ جماعت کی فرمانبرداری کی توفیق دیتا رہے اور ہماری نسلوں کو خلافت احمدیہ کا حقیقی غلام اور عاشق بنائے اور اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو اس تعلیم کے مطابق عمل کرنے کی توفیق دے اور ہمیشہ جماعت کے ساتھ چمٹا رہ کر نظام جماعت کی اطاعت کر کے دوسروں کے حقوق کا خیال رکھ کر اُن فضلوں کے وارث بنیں جن کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا ہے۔ آمین۔

وقت تھا وقتِ مسیحانہ کسی اور کا وقت

آپ علیہ السلام کو ماموریت کا پہلا الہام مارچ 1882ء کو ہوا۔

قُلْ اِنِّیْ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْن

ترجمہ: تو کہہ دے مجھے حکم ہے اور میں مومنوں میں سب سے پہلے ہوں۔

حضورؑ کی غلامی اور مکمل اطاعت میں آپؑ تمام سابقہ انبیاء کے کامل بروز ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو الہاماً فرمایا: جَرِیُ اللّٰہِ فِیْ حُلَلِ الْاَنْبِیَاءِ ترجمہ: اللہ کا پہلوان نبیوں کے لبادے میں۔

آپؑ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:۔

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں

نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

(درِ ثمین)

حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ ایک عالمگیر نبی تھے۔ آپ پر نازل ہونے والی شریعت بھی عالمگیر ہے۔ آپؐ سب مذاہب اور قوموں کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ اب آپؐ کی غلامی اور مکمل و کامل اطاعت میں آپ ﷺ کا مسیح بھی سب مذاہب اور قوموں کو ببانگِ دُہل یہ آواز دے رہا ہے۔

قوم کے لوگو! ادھر آؤ کہ نکلا آفتاب

وادیٔ ظلمت میں کیا بیٹھے ہو تم لیل و نہار

(درِ ثمین)

آپ علیہ السلام ظلمات میں گری ہوئی مخلوق کو، اندھیروں اور تاریکیوں میں بھٹکتے ہوئے لوگوں کو روشنیوں کی طرف لے جانے کے لئے آئے ہیں۔ راہِ حق سے دور افتاں وخیزاں قوموں کو روحانی پانی سے سیراب کرنے آئے ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:۔

میں وہ پانی ہوں کہ آیا آسماں سے وقت پر

میں وہ ہوں نورِ خدا جس سے ہوا دن آشکار

(درِ ثمین)

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

"وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتے میں جو کدورت واقع ہو گئی ہے اس کو دور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں اور وہ روحانیت جو نفسانی تاریکیوں کے نیچے دب گئی ہے اس کا نمونہ دکھاؤں اور خدا کی طاقتیں جو انسان کے اندر داخل ہو کر توجہ یا دعا کے ذریعہ سے نمودار ہوتی ہیں حال کے ذریعہ سے نہ محض قتال سے ان کی کیفیت بیان کروں اور سب سے زیادہ یہ کہ وہ خالص اور چمکتی ہوئی توحید، جو ہر ایک قسم کی شرک کی آمیزش سے خالی ہے، جواب نابود ہو چکی ہے اس کا دوبارہ قوم میں دائمی پودا لگا دوں اور یہ سب کچھ میری قوت سے نہیں ہو بلکہ اس خدا کی طاقت سے ہو گا جو آسمان اور زمین کا خدا ہے۔"

(لیکچر لاہور، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 180)

آپ علیہ السلام مزید فرماتے ہیں:

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ کیا ایشیا، ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو بلکہ نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔"

(الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 307-306)

"مجھے بھیجا گیا ہے تا کہ میں آنحضرت ﷺ کی کھوئی ہوئی عظمت کو پھر قائم کروں اور قرآن شریف کی سچائیوں کو دنیا کو دکھاؤں اور یہ سب کام ہو رہا ہے لیکن جن کی آنکھوں پر پٹی ہے وہ اس کو دیکھ نہیں سکتے۔"

(ملفوظات جلد سوئم جدید ایڈیشن صفحہ 9)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اس دنیا میں آئے روحانی خزائن بانٹ کر اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔ وہ تمام سعید روحیں جو آپ سے اور آپ کی جماعت سے وابستہ ہو گئیں ان میں عظیم روحانی انقلاب برپا ہو گیا۔ برائیوں، بدیوں اور بدکرداریوں کی جگہ حسنِ عمل اور اعمالِ صالحہ نے لے لی۔ کھوٹے سکوں کو کھرے سکے بنا دیا۔ دنیا کے پجاریوں کو خدائے واحد کے پجاری بنا دیا۔

آپؑ فرماتے ہیں:

"میں دیکھتا ہوں کہ میرے ہاتھ پر ہزار ہا لوگ بیعت کرنے والے ایسے ہیں کہ پہلے ان کی عملی حالتیں خراب تھیں اور پھر بیعت کرنے کے بعد ان کے عملی حالات درست ہو گئے اور طرح طرح کے معاصی سے انہوں نے توبہ کی اور نماز کی پابندی اختیار کی اور میں صدہا ایسے لوگ اپنی جماعت میں پاتا ہوں کہ جن کے دلوں میں یہ سوزش اور تپش پیدا ہو گئی ہے کہ کس طرح وہ جذباتِ نفسانیہ سے پاک ہوں۔"

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 86 حاشیہ)

تذکرہ خلفائے راشدین

تحریر:۔شہر یار اکبر

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ:۔

رسول کریم ﷺ نے جب دعویٰ نبوت فرمایا تو اس وقت حضرت ابوبکرؓ کہیں باہر گئے ہوئے تھے۔ جب آپؓ واپس تشریف لائے تو آپؓ کی ایک لونڈی نے آپؓ سے کہا کہ آپ کا دوست تو عجیب عجیب باتیں کرتا ہے، کہتا ہے کہ محمدؐ پر آسمان سے فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ اسی وقت اُٹھے اور رسول کریم ﷺ کے مکان پر پہنچ کر آپؐ سے عرض کی "کیا آپؐ نے یہ فرمایا ہے کہ خدا کے فرشتے مجھ پر نازل ہوتے ہیں اور مجھ سے باتیں کرتے ہیں؟

رسول کریم ﷺ نے اس خیال سے کہ کہیں اُن کو ٹھوکر نہ لگ جائے تشریح کرنا چاہی۔ لیکن حضرت ابوبکرؓ نے کہا "آپؐ تشریح نہ کریں اور مجھے صرف یہ بتائیں کہ آپؐ نے یہ بات کہی ہے؟"

اس پر آپؐ نے فرمایا ہاں میں نے یہ بات کہی ہے۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے عرض کی کہ "میں آپؐ پر ایمان لاتا ہوں" اور پھر اُنہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! میں نے دلائل بیان کرنے سے صرف اس لیے روکا تھا کہ میں چاہتا تھا کہ میرا ایمان مشاہدہ پر ہو دلائل پر اس کی بنیاد نہ ہو کیونکہ آپؐ کو صادق اور راست باز تسلیم کرنے کے بعد کسی دلیل کی ضرورت نہیں رہتی"۔

(تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۲۵۱، ۲۵۲)

حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ:۔

حضرت عمرؓ بچوں کی تربیت کس طرح کیا کرتے تھے۔ اس بارے میں ایک روایت ہے۔ یوسف بن یعقوب نے کہا: ابن شہاب نے مجھے اور میرے بھائی کو اور میرے چچا کے بیٹے کو جبکہ ہم کم سن بچے تھے کہا تم اپنے آپ کو بچہ ہونے کی وجہ سے حقیر نہ سمجھنا کیونکہ حضرت عمرؓ کو جب کوئی معاملہ درپیش آتا تو آپ بچوں کو بلاتے اور ان سے بھی اس غرض سے مشورہ لیتے کہ آپ ان کی عقلوں کو تیز کرنا چاہتے تھے۔

(سیرت عمر بن الخطاب از ابن جوزی صفحہ 165۔ مکتبہ مصریۃ الازھر)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:۔

آپؓ کے قبول اسلام کے بارے میں یزید بن رُومان روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عثمان بن عفانؓ اور حضرت طلحہ بن عُبید اللہؓ دونوں حضرت زُبیر بن عوامؓ کے پیچھے پیچھے نکلے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ان دونوں کے سامنے اسلام کا پیغام پیش کیا اور انہیں قرآن کریم پڑھ کر سنایا اور انہیں اسلام کے حقوق کے بارے میں آگاہ کیا اور ان سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی عزت و اکرام کا وعدہ کیا۔ اس پر وہ دونوں، حضرت عثمانؓ اور حضرت طلحہؓ ایمان لے آئے اور آپؐ کی تصدیق کی۔ پھر حضرت عثمانؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! میں حال ہی میں ملک شام سے واپس آیا ہوں۔ جب ہم مَعَانْ اور زَرْقَاءْ مقام کے درمیان پڑاؤ کیے ہوئے تھے۔ مَعَان اردن کے جنوب میں حجاز کی حدود کے قریب ایک شہر ہے اور زرقاء یہ معان کے ساتھ ہی واقع ہے۔ بہرحال کہتے ہیں وہاں ہم پڑاؤ کیے ہوئے تھے اور ہم سوئے ہوئے تھے کہ ایک منادی کرنے والے نے اعلان کیا کہ اے سونے والو! جاگو۔ یقیناً احمد مکہ میں ظاہر ہو چکا ہے۔ پھر جب ہم واپس پہنچے تو ہم نے آپؐ کے بارے میں سنا۔ حضرت عثمانؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دارِ اَرقم میں داخل ہونے سے پہلے قدیمی اسلام لانے والوں میں سے تھے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الجزء الثالث صفحہ 31، عثمان بن عفان، داراحیاء التراث العربی بیروت 1996ء) (معجم البلدان از اکر غلام جیلانی برق صفحہ 320، معجم البلدان جلد 3 صفحہ 472 الزرقاء دار الکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:۔

حضرت علی دس سال کی عمر کے تھے کہ انہوں نے حضرت خدیجہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عبادت میں مصروف دیکھا۔ عبادت کے اس طریق نے حضرت علی کے دل پر گہرا اثر کیا۔ آپ نے حیرت و استعجاب کے رنگ میں پوچھا کہ آپ کیا کر رہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو اس سے آگاہ کیا تو حضرت علیؓ نے بھی آپ کے اس طریق عبادت اور مذہب کو قبول کر لیا۔ اس طرح بچوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے حضرت علی تھے۔ آپ کی عمر اس وقت دس برس تھی۔

(حضرت علیؓ، تصنیف سید مبشر احمد ایاز، شائع کردہ مجلس خدام الاحمدیہ)

تذکرۂ خلفائے احمدیت

تحریر:۔شہریاراکبر

۱) تیری حمد، تیرا شکر اور تیرا احسان:۔

سچائی کی فطرت رکھنے والوں ان محبان اسلام میں ایک مبارک وجود حضرت مولانا حکیم نورالدینؓ کا تھا۔ جو اس بات کی سچی تڑپ رکھتے تھے اور اس کے لئے دعا گو تھے کہ خدا تعالیٰ انہیں ایسا شخص دکھا دے جو دین اسلام کی تجدید کرنے اور اسلام کی طرف سے دشمنوں کے حملوں کا دفاع کرنے والا ہو۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"مجھے نہایت طلب اور جستجو تھی اور میں صادقوں کی ندا کا منتظر تھا۔ اسی اثناء میں مجھے حضرت السید الاجل اور بہت ہی بڑے علامہ اس صدی کے مجدد مہدی الزماں مسیح دوران اور مئولف براہین احمدیہ کی طرف سے خوشخبری ملی۔ میں ان کے پاس پہنچا تا حقیقت حال کا مشاہدہ کروں۔ میں نے فوراً بھانپ لیا کہ یہی موعود حکم و عدل ہے اور یہی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تجدید دین کے لئے مقرر فرمایا ہے۔ میں نے فوراً اللہ تعالیٰ کے حضور لبیک کہا اور اس عظیم الشان احسان پر اس کا شکر ادا کرتے ہوئے سجدہ میں گر گیا۔ اے ارحم الراحمین خدا! تیری حمد، تیرا شکر اور تیرا احسان ہے۔ پھر میں نے مہدی الزمان کی محبت کو اختیار کر لیا اور آپ کی بیعت صدق دل سے کی یہاں تک کہ مجھے آپ کی مہربانی اور لطف و کرم نے ڈھانپ لیا اور میں دل کی گہرائیوں سے ان سے محبت کرنے لگا۔ میں نے انہیں اپنی جائیداد اور اپنے سارے اموال پر ترجیح دی بلکہ اپنی جان، اپنے اہل و عیال اور والدین اور اپنے سب عزیز و اقارب پر انہیں مقدم جانا۔ ان کے علم و عرفان نے میرے دل کو والہ و شیدا بنالیا۔ اس خدا کا شکر ہے جس نے میرے لئے ان کی ملاقات مقدر فرمائی اور یہ میری خوش بختی ہے کہ میں نے انہیں باقی سب لوگوں پر ترجیح دی اور میں ان کی خدمت کے لئے اس جاں نثار کی طرح کمربستہ ہوگیا جو کسی میدان میں کوئی کوتاہی نہیں کرتا۔ پس اس اللہ کا شکر ہے جس نے مجھ پر احسان فرمایا اور وہ بہتر احسان کرنے والا ہے۔"

(حیاتِ نور صفحہ 112-111 بحوالہ کرامات الصادقین)

۲) پچاس فیصد خواتین کی اصلاح:۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے طبقہ نسواں پر عظیم الشان احسانات ہیں۔ آپ کے دور خلافت میں احمدی عورت نے علم میں، عمل میں، قربانی میں، نیکی و طہارت میں آپ کے زیر سایہ جس قدر ترقی کی اس کی مثال کسی قوم میں نہیں مل سکتی۔ 1922ء میں آپ نے لجنہ اماء اللہ کا قیام فرما کر مستورات میں یہ احساس پیدا کیا کہ وہ بنی نوع انسان کا ایک جزو لاینفک ہیں۔ اور قوموں کی ترقی میں ان کا بھی ہاتھ ہے آپ فرماتے ہیں:

"حقیقت یہی ہے کہ عورتوں کی تعلیم و تربیت کے بغیر کام نہیں چل سکتا۔ مجھے خدا تعالیٰ نے الہاماً فرمایا ہے کہ اگر پچاس فیصدی عورتوں کی اصلاح کر لو۔ تو اسلام کو ترقی حاصل ہو جائے گی۔ گویا خدا تعالیٰ نے اسلام کی ترقی کو تمہاری اصلاح کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے۔ جب تک تم اپنی اصلاح نہ کر لو ہمارے مبلغ خواہ کچھ کریں کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔"

(الازھار لذوات الخمار صفحہ 641)

۳) ایثار و قربانی

عبدالسلام صاحب بیان کرتے ہیں کہ وہ بھمبر میں ایئر فورس میں تھے اور فرقان بٹالین کا محاذ وہاں تھا۔ ایک دن میاں ناصر احمد صاحب وہاں کچھ لوگوں کے ساتھ آئے اور کچھ گھوڑے طلب کئے۔ ان کو چار گھوڑے مل سکے۔ آپ نے وہ تمام دوسرے لوگوں کو دے دیے اور خود ان کے ساتھ پیدل چل پڑے۔ واپس آئے تو رات ایک ایسے چھوٹے کمرے میں رہنا پڑا جہاں چار پائی بھی نہ تھی۔ اگلے روز چار پائی دی گئی پھر بھی زمین پر کمبل بچھا کر لیٹے رہے۔

(ماخوذ از حیات ناصر)

۴) بچے اور تعلیم و تربیت

آپ کی پیاری والدہ حضرت سیدہ مریم بیگم صاحبہ ایک نہایت پارسا اور بزرگ خاتون تھیں۔ خدا تعالیٰ اور اس کے پاک رسول محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اور پاک کتاب قرآن مجید سے آپ کو ایک بے نظیر محبت تھی اور آپ کی دلی خواہش تھی کہ آپ کی اولاد خصوصاً آپ کے اکلوتے بیٹے حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب بھی اسی رنگ میں رنگین ہوں اور اسلام اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کے مثالی عاشق بنیں اور اس مقصد کے لئے آپ نہایت التزام اور تضرع اور عاجزی سے دعائیں کرتیں اور اپنی سجدہ گاہ کو آنسوؤں سے تر کر دیتیں۔ چنانچہ حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں:۔ اُمی ..... اپنی اولاد کے لئے ہر قسم کی دینی ترقیات کے لئے بھی بہت دعائیں کرتی تھیں اور خاص طور پر میرے لئے کیونکہ امی کے یہ الفاظ مجھے کبھی نہ بھولیں گے اور وہ وقت بھی کبھی نہ بھولے گا کہ جب ایک دفعہ امی کی آنکھیں غم سے ڈبڈبائی ہوئی تھیں آنسو چھلکنے کو تیار تھے اور امی نے بھرائی ہوئی آواز میں مجھے کہا کہ طاری میں نے تو خدا تعالیٰ سے دعا مانگی تھی کہ اے خدا مجھے ایک ایسا لڑکا دے جو نیک اور صالح ہو اور حافظ قرآن ہو۔

(الفضل ۱۴ اپریل 1944)

۵) بہت دعائیں کریں:۔

حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پہلی بیعت عام سے قبل مختصر خطاب فرمایا جس کے الفاظ یہ ہیں:

"احباب جماعت سے صرف ایک درخواست ہے کہ آج کل دعاؤں پر زور دیں، دعاؤں پر زور دیں، دعاؤں پر زور دیں۔ بہت دعائیں کریں، بہت دعائیں کریں، بہت دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنی تائید و نصرت فرمائے اور احمدیت کا یہ قافلہ اپنی ترقیات کی طرف رَواں دَواں رہے۔"

(الفضل 24 اپریل 2003ء، صفحہ 2)

صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تحریر:۔شہریار اکبر

حضرت حبیب بن زیدؓ انصاری صحابی تھے۔ مسیلمہ کذاب نے اپنی بغاوت کے زمانے میں انہیں پکڑ لیا اور کہا کیا تم شہادت دیتے ہو کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ حضرت حبیبؓ نے فرمایا: ہاں۔ پھر اس نے پوچھا: کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ تو آپؓ نے فرمایا: نہیں۔ میں یہ بات سننا بھی نہیں چاہتا اس بات پر کئی دفعہ تکرار ہوئی مگر حضرت حبیبؓ نے اسے رسول ماننے سے اور رسول اللہ کا انکار کرنے سے مسلسل انکار کیا۔ اس پر مسیلمہ نے ان کا ایک ایک عضو کاٹ کر انہیں شہید کر دیا۔

(سیرۃ النبی ابن ہشام جلد 2 صفحہ 110 مطبع مصطفی البابی الحلبی۔ مصر 1963)
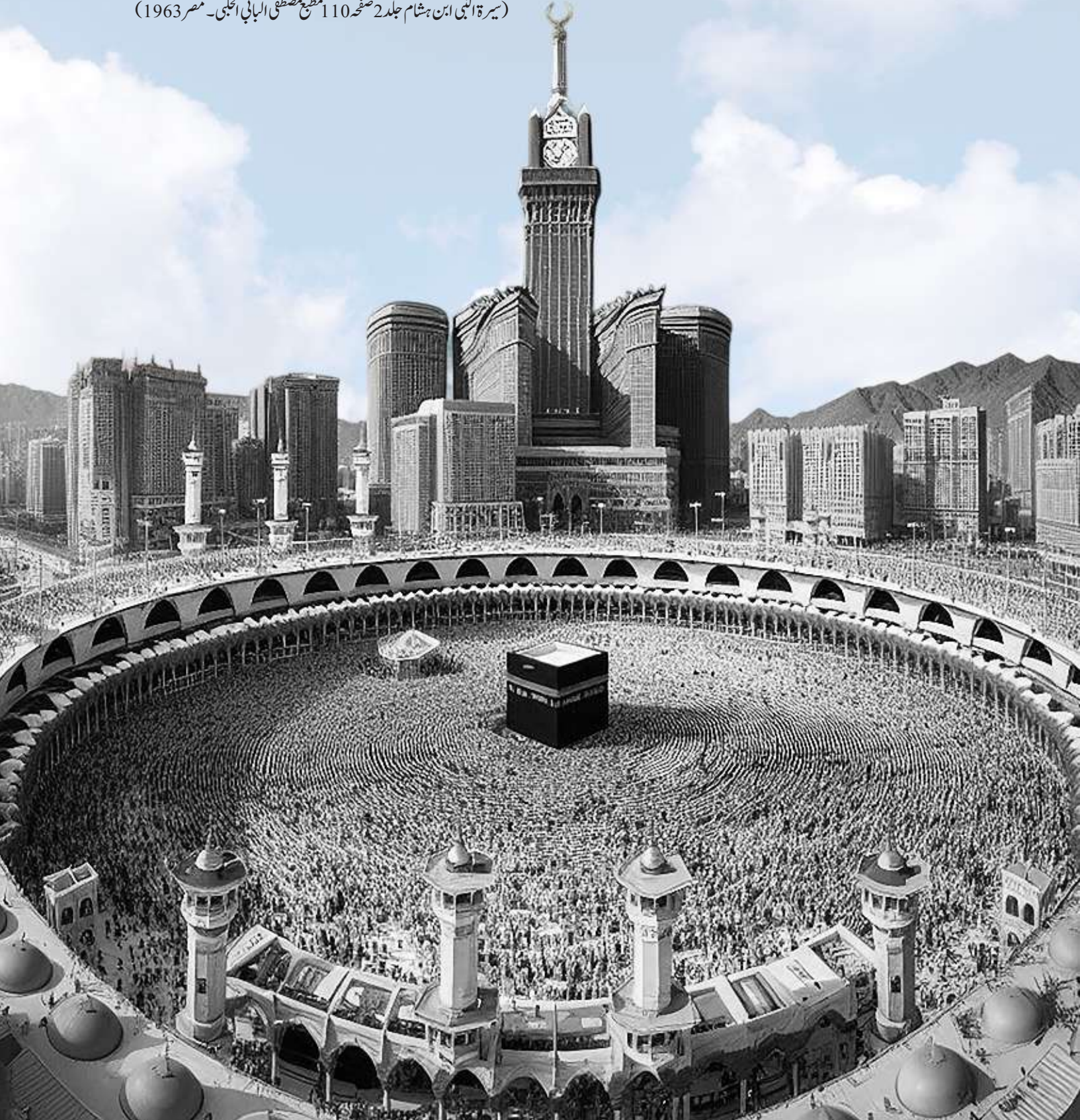
صحابی مہدی آخر الزماں علیہ السلام

تحریر:۔شہریاراکبر

حضرت صوفی نبی بخش صاحبؓ ولد میاں عبدالصمد صاحب سکنہ شہر راولپنڈی محلہ میاں قطب الدین حال دارالبرکات قادیان۔۔ ان کی بیعت 27دسمبر 1891ء کی ہے۔ اور انہوں نے پہلی دفعہ حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کوشاید1886ء میں دیکھا تھا۔

اب یہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ "خاکسار کواکتوبر1886ء میں پہلے پہل قادیان میں آنے کا اتفاق ہوا۔ وجہ اس کی یہ ہوئی کہ حضور مسیح موعود علیہ السلام نے ایک اشتہار بدیں مضمون شائع کیا کہ ایک لڑکا انہیں عطا کیا جاوے گا جو بہت سے قوموں کی برکت کا باعث ہو گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف لیکھرام پشاوری نے بھی ایک اشتہار شائع کیا۔ اس امر کی تحقیقات کے ضمن میں مجھے بھی قادیان آنا نصیب ہوا۔ اس کے بعد ایک عرصہ گزرنے پر آپ نے فتح اسلام، توضیح مرام اور ازالہ اوہام تین رسالے یکے بعد دیگرے شائع کئے جن میں یہ ثابت کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ و السلام فوت ہو چکے ہیں اور وہ بذاتِ خود پھر دنیا میں تشریف نہیں لائیں گے۔ اور حدیث نزول ابنِ مریم اصلی معنوں میں مجھ پر چسپاں ہوتی ہے اور میں ہی اس کا مصداق ہوں۔ اس مسئلے نے دنیا میں ایک تغیر عظیم پیدا کیا۔ اور ہر طرف سے مولویوں نے کفر کے فتوے شائع کئے۔ حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک اور رسالہ موسوم بہ آسمانی فیصلہ شائع کیا جس میں قریباً 80یاکچھ کم احباب شامل ہوئے۔ یہ پہلا جلسہ ہے جو قادیان میں ہوا۔ حضور کا منشاء یہ تھا کہ آپ کو منہاجِ نبوۃ پر آزمایا جاوے کہ ازروئے قرآن مومن کون ہے اور کافر کون؟ پھر لکھتے ہیں کہ خاکسار کو بھی اس جلسے میں شامل ہونے کے لئے مدعو کیا گیا۔ میں اس زمانے میں انجمن حمایت اسلام لاہور کا مہتمم کتب خانہ تھا اور آنریری طور پر اپنی ملازمت کے اوقات کے علاوہ وہ خدمت جو حمایتِ اسلام کی تھی دینی خدمت سمجھ کر سرانجام دیتا تھا۔ کہتے ہیں جب میں قادیان پہنچا تو میرے ساتھ انجمن حمایت کے بہت سے کارکن جن میں سے حاجی شمس الدین سیکرٹری اور معزز احباب بھی شامل تھے۔ اس جلسے میں آسمانی فیصلہ پڑھ کر سنایا گیا۔ جہاں تک مجھے یاد ہے یہ رسالہ آسمانی فیصلہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نے پڑھ کر سنایا۔ لکھتے ہیں کہ جلسہ بڑی مسجد میں جو آج کل مسجد اقصیٰ کے نام سے مشہور ہے منعقد ہوا۔ سب سے اخیر حضرت مسیح موعود تشریف لائے۔ کہتے ہیں جس وقت حضور مسجد میں تشریف لائے اور میری نظر حضور کے چہرہ مبارک پر پڑی تو میں نے حضور کو پہچان لیا اور فوراً بجلی کی طرح میرے دل میں ایک لہر پیدا ہوئی کہ یہ وہ مبارک وجود ہے جس کو میں نے ایام طالبعلمی یعنی ستمبر 1882ء کو خواب میں دیکھا تھا۔ حضرت صاحب نے اس دن وہ لباس پہنا ہوا تھا جس لباس میں وہ مجھے خواب میں ملے تھے۔ کہتے ہیں جب جلسہ ختم ہوا تو حضور مسجد اقصیٰ کے دروازے کے قریب کھڑے ہو گئے اور ہر ایک ان سے مصافحہ کرتا اور رخصت ہوتا۔ سب سے اخیر میں، آخر میں نے مصافحہ کیا کیونکہ میرے دل میں کچھ خاص بات عرض کرنی مقصود تھی۔ میں نے عرض کیا کہ میں نے پہلے ایک کے ہاتھ پر بیعت کی ہوئی ہے میرے لئے کیا حکم ہے؟ حضور نے فرمایا کہ اگر وہ شخص نیک ہے تو آپ کی بیعت نُورٌ علیٰ نُور ہوگی۔ اور اگر وہ نیک نہیں ہے تو اس کی بیعت فسخ ہو جائے گی اور ہماری بیعت رہ جائے گی۔ میں نے عرض کیا کہ میں بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ ہم خود تمہیں بلا لیں گے۔ اس کے تھوڑی دیر بعد حضور کا خادم حامد علی صاحب مرحوم مجھے بلا کر لے گئے اور میں نے آپ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیعت کی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ (ماخوذ رجسٹر روایات (غیر مطبوعہ) صحابہ نمبر 5صفحہ 41تا43)

اے چھاؤں چھاؤں شخص! تیری عمر ہو دراز

برکاتِ خلافت

اگلے دن میری ملاقات ایک عرب احمدی دوست سے ہوئی، جن کا نام محترم طارق البابا صاحب (بعمر 54 سال) تھا۔ ان کا تعلق بیروت سے تھا لیکن کئی سال سے ڈنمارک میں رہائش پذیر ہیں۔ محترم طارق صاحب نے 1986ء میں احمدیت قبول کی تھی۔ انہوں نے خاکسار سے ذکر کیا کہ کس طرح تسلسل کے ساتھ خوابوں نے ان کی احمدیت کی طرف رہنمائی کی اور یہ بھی کہ جب وہ ان خوابوں کے بارے میں سوچتے ہیں تو ان کا لفظ لفظ پورا ہوتا دکھائی دیتا ہے اور ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

اس روز حضور انور سے اپنی ملاقات کے بارے میں محترم طارق صاحب نے بتایا کہ:

"اگرچہ یہ سن کر آپ کو تعجب ہوگا، تاہم مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ میں حضور انور کو ملنے کے بعد اڑ رہا ہوں۔ میں اپنی خوشی اور مسرت کو الفاظ میں بیان کرنے سے قاصر ہوں۔ حضور انور کی ذات ایسی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو اکٹھا کرنے کے لیے بھجوایا ہے اور آج امتِ مسلمہ کو خلافت کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ آج مسلمانوں سے آئے دن استہزاء کیا جاتا ہے اور دنیا میں اپنا وقار کھو چکے ہیں جس کی بحالی محض خلافت سے ممکن ہے۔"

محترم طارق صاحب نے مزید کہا کہ:

"ہم کس قدر خوش قسمت ہیں کیونکہ ہمارے خلیفہ صرف احمدیوں کے لیے نہیں ہیں بلکہ آپ کا وجود سب پر یکساں سایہ فگن ہے۔ آپ ہمارے چرواہے ہیں اور ہم آپ کی بھیڑیں۔ مجھے دوسرے مسلمانوں سے ہمدردی ہے جو اس (خلافت) کی برکات سے محروم ہیں۔"

ایک ایمان افروز گفتگو

پھر میری ملاقات ایک نوجوان عرب خادم سے ہوئی جن کی عمر بیس سے بائیس سال کی ہوگی۔ جو ڈنمارک میں پیدا ہوئے اور وہیں پلے بڑھے۔ ان کی گفتگو نہایت دلچسپ اور ایمان افروز تھی۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ وہ ڈنمارک میں بطور احمدی پلے بڑھے ہیں لیکن بعض غیر احمدی دوستوں کے اثر کے نتیجے میں وہ گزشتہ چند سالوں سے جماعت سے لاتعلق ہو چکے تھے۔ وہ غیر احمدی دوست انہیں بار بار یہی باور کرواتے کہ احمدی حقیقی مسلمان نہیں ہیں اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان باتوں کا اثر ان کے ایمان پر ظاہر ہونا شروع ہوا اور وہ جماعت سے لاتعلق ہو گئے اور مسجد میں آنا چھوڑ دیا۔ انہوں نے بتایا کہ ان کے خاص طور پر دو غیر احمدی دوست ایسے تھے جنہوں نے انہیں احمدیت سے دور کیا تھا۔ ان دونوں دوستوں کے بارے میں انہوں نے بتایا کہ:

"وہ دونوں میرے قریبی اور پُر اعتماد دوست تھے۔ تاہم ایک شام ان میں سے ایک نے مجھے نصف شب کے قریب فون کیا اور میں سن سکتا تھا کہ وہ پوری طرح نشے میں مدہوش تھا اور بے قابو ہو کر لایعنی طور پر بات کر رہا تھا۔ اس سے مجھے بہت مایوسی ہوئی۔"

"پھر کچھ عرصہ کے بعد میرے دوسرے قریبی دوست کا بھی میرے ساتھ کوئی رابطہ نہ رہا اور چند دنوں کے بعد میں ان کی والدہ کو ملنے کے لیے گیا تاکہ ان کے بارے میں دریافت کر سکوں۔ وہ بے حد پریشان تھیں اور انہوں نے مجھے بتایا کہ وہ گھر چھوڑ کر شام یا عراق چلا گیا ہے تاکہ داعش نامی ایک دہشت گردوں کی تنظیم کا حصہ بن سکے۔ چند ہفتوں کے بعد ہمیں بتایا گیا کہ وہ شاید مر چکا ہے۔"

انہوں نے مجھے بتایا کہ وہ اپنے دونوں دوستوں کی حالت کو دیکھنا میرے لیے ہوش رُبا ثابت ہوا۔ انہوں نے بتایا کہ وہ لوگ جو انہیں قائل کر رہے تھے کہ

احمدی حقیقی مسلمان نہیں ہیں وہ خود نہایت غیر اسلامی حرکتوں میں ملوث تھے۔ بعد ازاں انہوں نے دوبارہ مسجد آنا شروع کر دیا اور وہ نہایت شکر گزار ہیں کہ ان کا نہایت محبت سے استقبال کیا گیا اور ماضی میں منہ پھیر لینے پر ڈانٹ ڈپٹ نہیں کی گئی۔ انہوں نے بتایا کہ ان کے تجربات نے انہیں بتایا کہ احمدی ہی حقیقی مسلمان ہیں اور یہ کہ احمدیت کے بارے میں کسی قسم کے خوف کی ضرورت نہ ہے بلکہ ایسی چیز ہے جس پر فخر ہونا چاہیے۔

انہوں نے خاکسار سے خلافت کے بارے میں میرے ذاتی تجربات کی بابت دریافت کیا تو خاکسار نے عرض کی کہ میں کوئی امام یا مذہبی عالم نہیں ہوں۔ میں نے انہیں بتایا کہ میں نے اس قدر مذہبی کتابوں کا مطالعہ نہیں کیا جتنا کرنا چاہیے۔ بلکہ اسلام اور احمدیت کی سچائی کے بارے میں میرا ایمان محض حضرت خلیفۃ المسیح کے فرمودات کی بناء پر ہے۔

میں نے انہیں بتایا کہ بچپن میں مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شرف کئی مواقع پر ملا اور جوانی میں خاکسار نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو کئی سالوں سے قریب سے دیکھا ہے۔ میں نے انہیں بتایا کہ ان خلفاء کو دیکھنے اور جاننے کے نتیجے میں ایک بات یقینی ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایسے وجود ہوتے ہیں جن کی شخصیت سچائی پر مبنی اور نہایت پُروقار ہوتی ہے۔ میں نے کہیں بھی ایسی امانت داری، سچائی اور نیکی نہیں دیکھی جیسی خلافت میں دیکھی ہے۔ اس لیے میں کبھی خلافت احمدیہ کے بارے میں شک میں مبتلا نہیں ہو سکتا۔

حضور انور سے ملاقات کے معاً بعد میرے نئے دوست کہنے لگے کہ:

"حضور انور کو دیکھتے ہی جو احساس ہوتا ہے اس کو لفظوں میں بیان کرنا ناممکن ہے۔ دوران ملاقات میری نبض بہت تیز چلتی رہی اور میں اپنا بلڈ پریشر بڑھتا ہوا محسوس کر سکتا تھا۔ میرے جیسے شخص کے لیے یہ کیسا شاندار اعزاز تھا کہ قرب خلافت نصیب ہوا، الحمدللہ۔ ان لمحات نے میرے ایمان کو مزید تقویت بخشی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے خلیفہ پر ہمیشہ اپنے افضال نازل فرماتا رہے۔"

حضور انور کے ساتھ چند لمحات

فیملی ملاقاتوں کا سیشن ختم ہونے پر اس دن کے شیڈول کا اختتام ہوا تو حضور انور نے چند منٹوں کے لیے خاکسار کو اپنے دفتر میں بلایا۔ میرے دفتر میں داخل ہونے پر حضور انور نے تبسم فرماتے ہوئے فرمایا "عابد! تمہارا دورہ کیسا جا رہا ہے؟"

خاکسار نے جواباً عرض کی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب اچھا چل رہا ہے۔ بعد ازاں حضور انور نے استفسار فرمایا کہ خاکسار کس کس کو ملا ہے۔ خاص طور پر ڈنمارک کے نوجوانوں میں سے کس کس سے ملاقات کی ہے۔

میں نے ہمیشہ دیکھا ہے کہ حضور انور نوجوان ممبران جماعت سے کس قدر محبت اور شفقت کا سلوک فرماتے ہیں اور آپ کی ہمیشہ یہ خواہش ہوتی ہے کہ احمدی نوجوانوں کا اللہ تعالیٰ سے ایک ذاتی تعلق ہو۔ حضور انور کی توجہ ہمیشہ بہبود کی طرف مرکوز رہتی ہے، روحانی اور جسمانی اور ہر احمدی کے حوالہ سے آپ کو یہی توجہ رہتی ہے کہ کوئی بھی احمدی ضائع نہ ہو۔

جواب میں خاکسار نے حضور انور کی خدمت میں نوجوان عرب احباب سے ملاقات کا احوال عرض کیا خاص طور پر اس احمدی نوجوان کا جس نے خاکسار سے چند لمحات قبل ملاقات کی تھی اور یہ کہ کس طرح کچھ عرصہ جماعت سے دور رہنے کے بعد ان کے اپنے ذاتی تجربات انہیں واپس لے آئے۔ یہ واقعات سماعت فرمانے پر حضور انور نے فرمایا

"یہ ایک مثال ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ ان کو جو فطرتاً نیک ہیں سچائی کی طرف خود لے آتا ہے اور خدا ان کے ایمان کی حفاظت فرماتا ہے۔"

(دورہ حضور انور Scandinavia مئی 2016ء از ڈائری عابد خان سے ایک ورق)

شرائط بیعت قسط دوم (آخری حصہ)

تحریر: محمد جہانزیب قریشی

---------خلاصہ کلام یہ کہ فرمایا ہے کہ شہوات تم پر ہمیشہ غلبہ پانے کی کوشش کریں گی۔ لیکن تم ان سے ہمیشہ بچو، اللہ تعالیٰ سے رحم مانگتے ہوئے ان سے بچو۔ آج کل کے زمانے میں تو اس کے بہت سے اور راستے بھی کھل گئے ہیں اس لئے پہلے سے بڑھ کر دعائیں کرنے کی، اللہ کی طرف جھکنے کی اور اس کا رحم مانگنے کی ضرورت ہے۔

اَلَا لِلّٰہِ الدِّیۡنُ الۡخَالِصُ ؕ وَ الَّذِیۡنَ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِہٖۤ اَوۡلِیَآءَ ۘ مَا نَعۡبُدُہُمۡ اِلَّا لِیُقَرِّبُوۡنَاۤ اِلَی اللّٰہِ زُلۡفٰی ؕ اِنَّ اللّٰہَ یَحۡکُمُ بَیۡنَہُمۡ فِیۡ مَا ہُمۡ فِیۡہِ یَخۡتَلِفُوۡنَ ۬ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَہۡدِیۡ مَنۡ ہُوَ کٰذِبٌ کَفَّارٌ ﴿۴﴾

(الزمر آیت 4)

خبردار! خالص دین ہی اللہ کے شایانِ شان ہے اور وہ لوگ جنہوں نے اُس کے سوا دوست اپنا لئے ہیں (کہتے ہیں کہ) ہم اس مقصد کے سوا اُن کی عبادت نہیں کرتے کہ وہ ہمیں اللہ کے قریب کرتے ہوئے قرب کے اونچے مقام تک پہنچا دیں۔ یقیناً اللہ ان کے درمیان اُس کا فیصلہ کرے گا جس میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے۔ اللہ ہرگز اُسے ہدایت نہیں دیتا جو جھوٹا (اور) سخت ناشکرا ہو۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "اسی خدا کو مانو جس کے وجود پر توریت اور انجیل اور قرآن تینوں متفق ہیں۔ کوئی ایسا خدا اپنی طرف سے مت بناؤ جس کا وجود ان تینوں کتابوں کی متفق علیہ شہادت سے ثابت نہیں ہوتا۔ وہ بات مانو جس پر عقل اور کانشس کی گواہی ہے اور خدا کی کتابیں اس پر اتفاق رکھتی ہیں۔ خدا کو ایسے طور سے نہ مانو جس سے خدا کی کتابوں میں پھوٹ پڑ جائے۔ زنا نہ کرو، جھوٹ نہ بولو اور بدنظری نہ کرو اور ہر ایک فسق اور فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کی راہوں سے بچو۔ اور نفسانی جوشوں سے مغلوب مت ہو اور پنج وقت نماز ادا کرو کہ انسانی فطرت پر پنج طور پر انقلاب آتے ہیں۔ اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شکر گزار رہو، اس پر درود بھیجو کیونکہ وہی ہے جس نے تاریکی کے زمانے کے بعد نئے سرے خداشناسی کی راہ سکھلائی"۔

فرمایا: "یہ وہ میرے سلسلہ کے اصول ہیں جو اس سلسلہ کے لئے امتیازی نشان کی طرح ہیں جس انسانی ہمدردی اور ترک ایذاء بنی نوع اور ترک مخالفت حکام کی یہ سلسلہ بنیاد ڈالتا ہے دوسرے مسلمانوں میں اس کا وجود نہیں۔ ان کے اصول اپنی بے شمار غلطیوں کی وجہ سے اور طرز کے ہیں جن کی تفصیل کی حاجت نہیں اور نہ یہ ان کا موقع ہے"۔

(ضمیمہ تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 ص 524 تا 526)

تیسری شرط بیعت

"یہ کہ بلاناغہ پنج وقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا۔ اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا۔"

پنج وقتہ نمازوں کا التزام کرو

اس شرط میں جو باتیں بیان کی گئی ہیں ان میں نمبر ایک تو یہی ہے کہ اللہ اور رسول کے حکم کے مطابق پانچ وقت نمازیں بلاناغہ ادا کرے گا۔ اللہ اور رسول کا حکم ہے مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے۔ اور ان بچوں کے لئے بھی جو دس سال کی عمر کو پہنچ چکے ہیں کہ نماز وقت پر ادا کرو۔ مردوں کے لئے یہ حکم ہے کہ نماز باجماعت کی ادائیگی کا اہتمام کہ نماز وقت پر ادا کرو۔ مسجدوں میں جاؤ، ان کو آباد کرو، اس کے فضل تلاش کرو۔ پنج وقتہ نماز کے بارہ میں کوئی چھوٹ نہیں۔ اور سفر میں بھی کچھ رعایت تو ہے یا بیماری میں بھی رعایت ہے۔ یا جیسے یہ ہے کہ جمع کر لو، قصر کر لو۔ اور اگر بیماری میں مسجد نہ جانے کی چھوٹ ہے تو ان باتوں سے اندازہ ہو جانا چاہیے کہ نماز باجماعت کی کتنی اہمیت ہے۔ اس کی اہمیت کے بارہ میں اب میں مزید اقتباسات پڑھتا ہوں لیکن یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہر بیعت کنندہ کو اپنا جائزہ لینا چاہیے کہ ہم اپنے آپ کو بیچنے کا عہد کر رہے ہیں لیکن کیا اس واضح قرآنی حکم کی پابندی بھی کر رہے ہیں۔ ہر احمدی اپنے نفس کے لئے خود مذکر ہے، خود اپنا جائزہ لیں، خود دیکھیں۔ اگر ہم خود ہی اپنے آپ کو، اپنے نفس کو ٹٹولنے لگیں تو ایک عظیم انقلاب برپا ہو سکتا ہے۔

اسلام میں ذات پات کی حیثیت

تحریر:۔بشارت احمد۔پاکستان

شرعی فضیلت یعنی تقویٰ ہی اصل فضیلت ہے:۔

اپنی ذات کو اعلیٰ شمار کرنا اور دوسری ذات کو حقیر جاننا یہ کیسا ہے. واضح رہے کہ ایک شرعی فضیلت ہے اور ایک عرفی فضیلت ہے۔ شرعی فضیلت کا مدار اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف تقویٰ پر ہے، جبکہ عرف میں مختلف طبقات کے دنیوی معیشت و معاشرت میں مختلف درجات ہیں، جن کا لحاظ شریعت مطہرہ نے بطور عرفی فضیلت کے رکھا ہے، مثلاً عرب و عجم کی تقسیم، صنعتوں اور پیشوں میں تفاوت، وغیرہ۔ اسی عرفی فضیلت میں سے قبائل میں انسان کی تقسیم ہے جو اللہ کی ایک نعمت ہے۔ اسی کے ذریعہ آدمی اپنا نشان اور پتہ پوری طرح دے سکتا ہے، اسی کے ذریعہ اپنے رشتہ داروں کی صلہ رحمی کے حقوق ادا کر سکتا ہے، اسی کے ذریعہ تقسیمِ میراث میں حقدار کو حق پہنچ سکتا ہے، لہٰذا جس شخص کو یہ فضیلت حاصل ہو اسے چاہیے کہ اس کے حقوق ادا کرے، اخلاق حسنہ کا مظاہرہ کرے، اپنے معاملات درست رکھے، شرعی فضیلت یعنی تقویٰ کو اصلی فضیلت سمجھ کر اس کے حصول کی کوشش کرتا رہے اور جو کوئی شرافتِ نسبی کے اعتبار سے اس سے کمتر ہے، اس کو ذرا حقیر نہ سمجھے، کیونکہ یہ تکبر ہے۔ اور جس شخص کو یہ عرفی فضیلت حاصل نہ ہو اسے چاہیے کہ اس فکر میں نہ پڑے اور شرعی فضیلت یعنی تقویٰ کو حاصل کرنے کی کوشش میں لگا رہے اور خوب سمجھ لے کہ جو چیز حق تعالیٰ نے مجھے عطا نہیں فرمائی، وہ میرے لیے مناسب نہ تھی، کیونکہ وہ مجھ پر مجھ سے زیادہ مہربان ہے۔

رشتے کی تلاش اور اصل ترجیحات:۔

اللہ تعالیٰ نے سب سے زیادہ معزز اس شخص کو قرار دیا ہے جو لوگوں میں سب سے زیادہ متقی اور پرہیز گار ہے نہ کہ وہ شخص جو ذات پات یا حسب و نسب پر فخر کرتا ہو۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رشتوں کی تلاش میں بھی یہ اسلامی اصول فرمادیا کہ لوگ تین وجوہات کی وجہ سے شادی کرتے تھے اوّل لڑکی یا لڑکا خوبصورت ہو۔ دوئم جائیداد والے ہوں اور سوئم حسب و نسب والے ہوں۔ اے مسلمان! تم جب رشتہ کی تلاش میں نکلو تو نیک، صالح اور پرہیز گار لڑکی یا لڑکے کی تلاش کرو تا اولاد کی تعلیم و تربیت کما حقہ ہو سکے اور وہ بھی دیندار اور متقی ہو۔ تا وہ بھی آئندہ مستقبل میں رشتہ زوجیت میں منسلک ہوتے وقت اسی اصول کے پابند ہوں اور یہ سلسلہ تا ابد چلتا رہے۔

تقویٰ ہی اصل فضیلت ہے:۔

اسی طرح رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا:

اے لوگو! تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک ہے۔ یاد رکھو! کسی عربی کو کسی عجمی پر کسی عجمی کو کسی عربی پر، کسی سرخ کو سیاہ پر اور کسی سیاہ کو کسی سرخ پر سوائے تقویٰ کے اور کسی وجہ سے فضیلت حاصل نہیں۔

(مسند احمد، حدیث نمبر 23489)

ریت کے تودوں اور آبی پرندوں سے بھی ہلکا وجود:۔

ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا:

"تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے پیدا کیے گئے تھے۔ لوگو! اپنے باپ دادا کے نام پر فخر کرنے سے باز آجاؤ ورنہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ریت کے تودوں اور آبی پرندوں سے بھی زیادہ ہلکے ہو جاؤ گے۔"

(مسند احمد جلد 14 مطبوعہ بیروت 1997ء حدیث نمبر 8736)

بدگوئی، بخل اور فحش کلام اصل برائیاں ہیں:۔

پھر فرمایا۔ "تمہارے یہ نسب نامے کوئی کام دینے والے نہیں۔ تم سب حضرت آدم کے بیٹے ہو۔ کسی کو کسی پہ فضیلت نہیں۔ ہاں فضیلت دین و تقویٰ سے ہے۔ انسان کو یہی برائی کافی ہے کہ وہ بدگو، بخیل اور فحش کلام ہو۔

(مسند احمد جلد 28 مطبوعہ بیروت 1999ء حدیث نمبر 1744)

ذات وجہ شرافت نہیں ہوتی:۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں مکمل الفاظ یہ ہیں۔

"یہ جو مختلف ذاتیں ہیں یہ کوئی وجہ شرافت نہیں۔ خدا تعالیٰ نے محض عرف کے لئے ذاتیں بنائی ہیں"

(خطبۂ جمعہ فرمودہ 24 دسمبر 2004ء)

دیکھو! نہ ذات پات پر نہ نام و نسب شفا
پر دوست جب بناؤ تو کردار دیکھ کر

عرب اقوام اور ذات پات کا احساس تفاخر:۔

ذات پات کے خلاف تعلیم کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ عرب اقوام میں بھی ذات پات عروج پر تھی۔ جنگ بدر کے موقع پر جب کفار مکہ کی طرف سے تین سرداران قریش عقبہ، شیبہ اور ولید میدان میں نکلے اور قدیم دستور کے مطابق مقابلے کے لیے مبارز طلب کی تو لشکر اسلام میں سے مدینے کے تین انصار صحابہ تیار ہوئے لیکن اُن متکبر سرداران قریش نے کہا کہ ان زمین کھودنے والوں سے لڑنا ہماری ہتک ہے اس لیے ہمارے پایہ کے (یعنی قریشی) بھیجواؤ۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی، حضرت حمزہ اور حضرت عبیدہ کو بھیجوایا جن کے ہاتھوں یہ کفار مکہ مارے گئے۔

بڑی قوم چھوٹی قوم سے تمسخر اور ٹھٹھا نہ کرے:۔

"اگر اللہ تعالیٰ کو تلاش کرنا ہے تو مسکینوں کے دل کے پاس تلاش کرو۔ اسی لئے پیغمبروں نے مسکینی کا جامہ ہی پہن لیا تھا۔ اسی طرح چاہئے کہ بڑی قوم کے لوگ چھوٹی قوم کی ہنسی نہ کریں اور نہ کوئی یہ کہے کہ میرا خاندان بڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم میرے پاس جو آؤ گے تو یہ سوال نہ کروں گا کہ تمہاری قوم کیا ہے بلکہ سوال یہ ہو گا کہ تمہارا عمل کیا ہے؟۔ اسی طرح پیغمبر خدا نے فرمایا ہے اپنی بیٹی سے کہ اے فاطمہ؟ خدا تعالیٰ ذات کو نہیں پوچھے گا، اگر تم کوئی برا کام کرو گی تو خدا تعالیٰ تم سے اس واسطے درگزر نہ کرے گا کہ تم رسول کی بیٹی ہو۔ پس چاہیے کہ تم ہر وقت اپنا کام دیکھ کر کیا کرو۔ اگر کوئی چوڑھا اچھا کام کرے گا تو وہ بخشا جاوے گا اور اگر سید ہو کر کوئی برا کام کرے گا تو وہ دوزخ میں ڈالا جاوے گا۔"

(ملفوظات جلد 3، صفحہ 370، ایڈیشن 1988ء)

رشتوں کے انتخاب میں ذات پات کو ترجیح:۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ فرماتے ہیں۔

"بعض لوگ خاندانوں اور ذاتوں اور شکلوں وغیرہ کے مسئلے میں الجھ جاتے ہیں اور پھر انکار کر دیتے ہیں۔ پھر ان مسئلوں میں اس طرح الجھتے ہیں تو پھر لڑکیوں کے رشتے طے کرنے میں دقت پیش آتی ہے۔ تو یہ ذاتیں وغیرہ بھی اب چھوڑنی چاہئیں۔ اس بارے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "یہ جو مختلف ذاتیں ہیں یہ کوئی وجہ شرافت نہیں۔ خدا تعالیٰ نے محض عرف کے لئے ذاتیں بنائی ہیں اور آج کل تو صرف بعد چار پشتوں کے حقیقی پتہ لگانا ہی مشکل ہے۔ متقی کی شان نہیں کہ ذاتوں کے جھگڑے میں پڑے۔ جب اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا کہ میرے نزدیک ذات کی کوئی سند نہیں۔ حقیقی مکرمت اور عظمت کا باعث فقط تقویٰ ہے تو پھر ان چیزوں کے چکر میں نہیں پڑنا چاہیے۔"

(خطبات مسرور جلد دوم - خطبہ جمعہ فرمودہ 24 دسمبر 2004ء)

ذات پات میں کبر و فخر کا مرض:۔

ہم دیکھتے ہیں کہ ذات ایک ایسا مرض ہے جو انسانوں کو مختلف نسلی گروہوں میں تقسیم کر کے قومی اور ملکی ترقی میں رکاوٹ کا باعث بنتی ہیں۔ ہمارا ایشیائی معاشرہ ان معاشروں میں سے ایک ہے جہاں ذات پات میں فخر و مباہات کے مرض کی جڑیں صدیوں پرانی ہیں۔ اس بیماری کی چھاپ ہندوستان میں ہندو برادری میں بہت گہری ہے جہاں یہ قوم برہمن، کھشتری، ویش، شودر اور ملیچھ وغیرہ نسلی طبقات میں بٹی ہوئی تھی۔ بعض اقوام اعلیٰ سمجھی جاتی تھیں اور انہیں معاشرے میں ہر طرح کے حقوق حاصل تھے جبکہ ادنی اقوام شودر اور ملیچھ وغیرہ سے عملاً جانوروں سے بھی بدتر سلوک کیا جاتا تھا۔

مسلمان اور نسلی تفاخر کا گھمنڈ:۔

مسلمانوں نے یہ Cast System ہندوؤں سے مستعار لے کر اپنے ساتھ Travel کیا اور اپنے کمزور ایمانوں کی وجہ ہندوؤں سے لی گئی ذات پات اور رسم و رواج کی یہ چھاپ دن گزرنے کے ساتھ ساتھ گوڑھی ہوتی گئی کہ ایک طرف ذاتوں میں ایسے الجھے کہ اپنی بچیاں ہم ذات رشتہ نہ ملنے کی وجہ بوڑھی ہوتی گئیں اور کئی بچیاں شادی جیسے اہم اسلامی حکم کی تعمیل کے بغیر اس دنیا سے رخصت ہوئیں اور دوسری طرف ذات پات کا بھوت اس حد تک اپنے اوپر سوار کر لیا کہ بعض پیشوں جیسے موچی، لوہار، جولاہا اور کمہار وغیرہ کو بھی Cast کا درجہ دے کر ان جیسے پیشہ والوں کو حقیر

مخلوق گردانے لگے۔ ان سے لین دین نہ کیا اور میل ملاپ سے بھی پر ہیز برتا اور یوں معاشرے میں نفرتیں بڑھتے بڑھتے معاشرہ مختلف چھوٹے چھوٹے گروہوں اور طبقات میں بٹنے لگا۔ نسلی افتراق بڑھا اور درجہ بندیاں ہوتی چلی گئیں۔ خاص طور پر زمیندار اقوام اور سادات میں اپنے آبا واجداد کے نسلی تفاخر کا گھمنڈ آج بھی اُن میں سے اکثر میں موجود ہے اور پاک و ہند میں آج کے اس ترقی یافتہ دور میں بھی اس طبقاتی منافرت کے آثار بڑے ہی واضح طور پر دیکھے جاسکتے ہیں۔ رشتہ کرنے کے لیے ذات چاہیے اور بیماری میں خون چاہیے !تو پھر کوئی ذات پات ضروری نہیں ؟

حسب نسب صرف چار پشتوں تک چلتا ہے:۔

"اس جہاں کی ہر چیز فانی ہے اور ختم ہو جانے والی ہے۔ ذات کے اعتبار سے بھی اور حالات کے اعتبار سے بھی خواہ نباتات ہوں یا معدنیات یا حیوانات یا انسان۔ خاص طور پر انسان کے حالات پر نظر ڈالیے۔ ان میں قسم قسم کے علوم پیدا ہوتے ہیں پھر مٹ مٹا کر نذر فنا ہو جاتے ہیں۔ یہی دیگر صنعتوں کا حال ہے۔ در حقیقت حسب یا شرافت ان انسانی عوارض میں سے ہے جو لوگوں کو عارض ہوتے رہتے ہیں۔ اس لئے یہ نذر فنا ہو کر رہتا ہے۔ پھر شرافت کی زیادہ سے زیادہ حد چار پشتوں تک ہے۔ یہ دعویٰ کہ حسب صرف چار پشتوں تک چلتا ہے غالب کے اعتبار سے ہے، کوئی کلی قاعدہ نہیں کیونکہ بعض خاندان چار پشتوں تک پہنچنے سے پہلے ہی اپنی شرافت و عظمت کھو بیٹھتے ہیں، فنا کے گھاٹ اتر جاتے ہیں اور اُن کی عمارت آگرتی ہے اور کبھی حسب و شرف پانچ اور چھ پشتوں تک بھی لگا تار چلتا رہتا ہے۔ البتہ چار پشتوں کے بعد روبہ انحطاط ضرور ہو جاتا ہے اور زوال کی طرف بڑھنے لگتا ہے۔"

(مقدمہ ابن خلدون مطبوعہ 1986ء صفحہ 362-360)

خلفاء سے برکت حاصل کرنا شرک نہیں

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ فرماتے ہیں کہ:۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکتوں کے طفیل اس زمانہ میں تجدید دین کے لیے مبعوث ہونے والے آپؐ کے غلام صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے الہاماً یہ بشارت عطا فرمائی کہ "میں تجھے عزت دوں گا اور بڑھاؤں گا اور تیرے آثار میں برکت رکھ دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔" (آسمانی فیصلہ، روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۳۶۶)

پس آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے روحانی فرزند حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وسیلہ سے جو برکت خلفائے احمدیت تک پہنچی ہے، خلافت کی محبت اور اس کے ساتھ منسلک ہونے کی بنا پر لوگ ان وجودوں سے جو برکت حاصل کرتے ہیں، اس میں نہ تو شرک والی کوئی بات ہے اور نہ ہی اس میں کوئی حرج ہے۔ ہم اپنی عام روز مرہ زندگی میں بھی دیکھتے ہیں کہ لوگ اپنے بزرگوں اور پیاروں کی چیزیں محبت اور عقیدت سے اپنے پاس رکھ لیتے ہیں۔ جب لوگ اپنے بزرگوں اور پیاروں کی چیزیں برکت کی خاطر اپنے پاس رکھ سکتے ہیں تو اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں قائم ہونے والی خلافت احمدیہ حقہ اسلامیہ کی مسند پر متمکّن ہونے والے وجودوں سے لوگ برکت کیوں حاصل نہیں کر سکتے ؟

میرا تو عموماً یہ طریق ہے کہ جب کوئی مجھے تبرک کے لیے کہتا ہے تو میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی انگوٹھی جو ایک لمبا عرصہ حضور علیہ السلام کے زیر استعمال رہنے کی وجہ سے باعث برکت ہے، اس سے چیز کو مس کر دیتا ہوں، کیونکہ اصل برکت تو آپؑ ہی کا وجود اور آپ ہی کی چیزیں ہیں اور آپ ہی کے وسیلہ سے خلفاء تک بھی یہ برکت پہنچی ہے۔

(بنیادی مسائل کے جوابات قسط ۸۳ مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل ۱۲؍اکتوبر ۲۰۲۴ء)

مالی قربانی

تحریر:۔ محمد عثمان قمر

فرمودات حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ

موصی کا معیار:۔

"وصیت کا نظام اللہ تعالیٰ کی طرف سے جاری کردہ ہے۔ اس کی شرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مقرر کردہ ہے۔ کوئی خلیفہ اس کو بدل نہیں سکتا۔ 1/10 کی شرح 1/10 ہی رہے گی۔ اس لئے جو شخص وصیت کر کے 1/10 کا وعدہ کرتا ہے اور دیتا اس سے بہت کم وہ موصی نہیں رہتا۔ موصی وہ ہوتا ہے جو اخلاص میں دیانت داری، تقویٰ اور طہارت، اخلاق اور تمام دوسرے معاملات میں صف اول میں ہو۔ اس طرح اس کا مالی قربانی میں بھی صف اول میں ہونا ضروری ہے۔ اگر کوئی موصی اس معیار پر پورا نہیں اترتا اسے از راہ احسان موصیوں کی فہرست سے خارج کر دینا چاہیئے۔ اس کیلئے یہی بہتر ہے ورنہ اس کی موت اس حال میں ہوگی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بد عہدی کا مرتکب ہو رہا ہو گا۔

........ایک موصی اپنی آمدنی جو بتاتا ہے چھان بین کئے بغیر اسے درست مان لیں اور شرح کے مطابق اس آمدنی پر اس سے چندہ لیں لیکن اگر اس امر کا درحتمی ثبوت موجود ہو کہ وہ اصل آمدنی سے کم آمدنی بتا رہا ہے تو اسے تسلیم نہ کریں۔ کیونکہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ عملاً جھوٹ کا مرتکب ہو رہا ہے۔ جھوٹ بولنے والا موسی کیسے ہو سکتا ہے؟ اپنے اس فعل سے وہ اپنے آپ کو موصیوں کے زمرے سے خارج کر لیتا ہے۔

(ہفت روزہ بدر قادیان 4 نومبر 1986ء)

اللہ تعالیٰ کے ساتھ صدق و سداد کا معاملہ کرو:۔

لیکن خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ بھی صاحب فراست بندے ہیں۔ نہ تو تم مجھے دھوکا دے سکتے ہو، نہ ان بندوں کو دھوکا دے سکتے ہو۔ تمہارا رہن سہن، تمہارا معاشرہ، تمہاری زندگی کی اقدار ساری کی ساری یہ بتا رہی ہیں کہ تمہارے اموال کتنے ہیں۔ مگر چونکہ یہ ایک ٹیکس کا نظام نہیں اس لئے اخلاقاً بھی، تہذیباً بھی اور نظام سلسلہ کی پیروی میں بھی جملہ کارکنان سلسلہ جو منہ سے کوئی کہتا ہے وہ اسے قبول کر لیتے ہیں۔ یہ جانتے ہوئے بھی قبول کر لیتے ہیں کہ یہ شخص کہنے والا اپنے قول میں سچا نہیں ہے لیکن واقعات جو گزر جاتے ہیں وہ ایسے تمام دھوکے دینے والوں کیلئے انتہائی خطرہ کا موجب بن جاتے ہیں ان کی ساری عمر کی قربانیاں رائیگاں جاتی ہیں۔ ان کے اموال سے برکت چھین لی جاتی ہے۔ وہ طرح طرح کی مصیبتوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ان کو چٹیاں پڑتی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ جو جانتا ہے۔ اس کے عطا کے رستے بھی بہت ہیں اور واپس لینے کے رستے بھی بہت ہیں۔ رزق سے جو برکتیں ملا کرتی ہیں چین اور تسکین اور آرام جان کی برکتیں، وہ برکتیں بھی ان سے چھین لی جاتی ہیں۔ بسا اوقات ایسے خاندانوں کے اموال ان کی آنکھوں کے سامنے ضائع ہو رہے ہوتے ہیں وہ کچھ نہیں کر سکتے۔

........پس اللہ تعالیٰ جو دینے والا ہے جو رازق ہے اس کے ساتھ صدق و سداد کا معاملہ کرو۔ تمہاری قربانیاں بھی کام آئیں گی اور ان قربانیوں کے نتیجہ میں تم مزید فضلوں کے وارث بنائے جاؤ گے۔ خدا کی راہ میں خرچ کرنے سے تم کیوں خوف کھاتے ہو۔ یہی تو وہ خرچ ہے جو تمہاری آمد کا ذریعہ ہے اور یہی تو وہ خرچ ہے جو برکتوں کا موجب ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں آپ کے صحابہ میں سے جنہوں نے تھوڑے تھوڑے مال بھی آپ کے حضور پیش کئے بعض نے بڑی بڑی قربانیاں بھی کیں۔ لیکن ان سب کے خاندان اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے دنیوی لحاظ سے بھی ایسے وارث بنے کہ وہ پہچانے نہیں جاتے اور حیرت انگیز طور پر ان کے اموال میں برکت دی گئی۔

وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ اور ان کے انفاق فی سبیل اللہ کا ایک سلسلہ جاری ہے۔ ہم دیتے چلے جاتے ہیں اور یہ خرچ کرتے چلے جاتے ہیں۔ یہ ہے وہ کوثر جو حضرت محمد ﷺ نے بہائی اور اس کوثر کی زندگی کی ضمانت کے طور پر ہم پیدا کئے گئے ہیں۔ ہم جن کے سپرد اللہ تعالیٰ نے اس کوثر سے جام بھر بھر کے ساری دنیا کے پلانے کا کام کیا ہے۔ اس کوثر کو اپنی قربانیوں سے بھر دیں لیکن یاد رکھیں کہ یہ کوثر ایک سب سے پاک رسول کی قربانیوں کا ایک تالاب ہے اس میں گندہ قطرہ نہیں جائے گا۔ نفس کی ملونی کا ایک ذرہ بھی اس میں داخل نہ کیا جائے گا۔ ورنہ آپ قربانی کرنے والے گروہ میں نہیں رکھے جائیں گے۔ اس خوف کے ساتھ اپنے نفوس کا محاسبہ کرتے رہیں اور دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اس مالی نظام کو ہر پہلو سے پاک وصاف رکھے اور ہمارے نفس کی ملونیوں سے اسے بچائے۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر جماعت کا ایک طبقہ اس معاملہ میں تقویٰ شعاری اختیار کرے اور غیر اللہ کا خوف نہ کھائے شرک نہ کرے اور اس بات پر قائم ہو جائے کہ خدا کی راہ میں جو بھی دوں گا سچائی کے ساتھ دوں گا تو آج شرح بڑھائے بغیر بھی ہمارا چندہ دوگنا ہو سکتا ہے۔"

(خطبہ جمعہ 23 جولائی 1986ء)
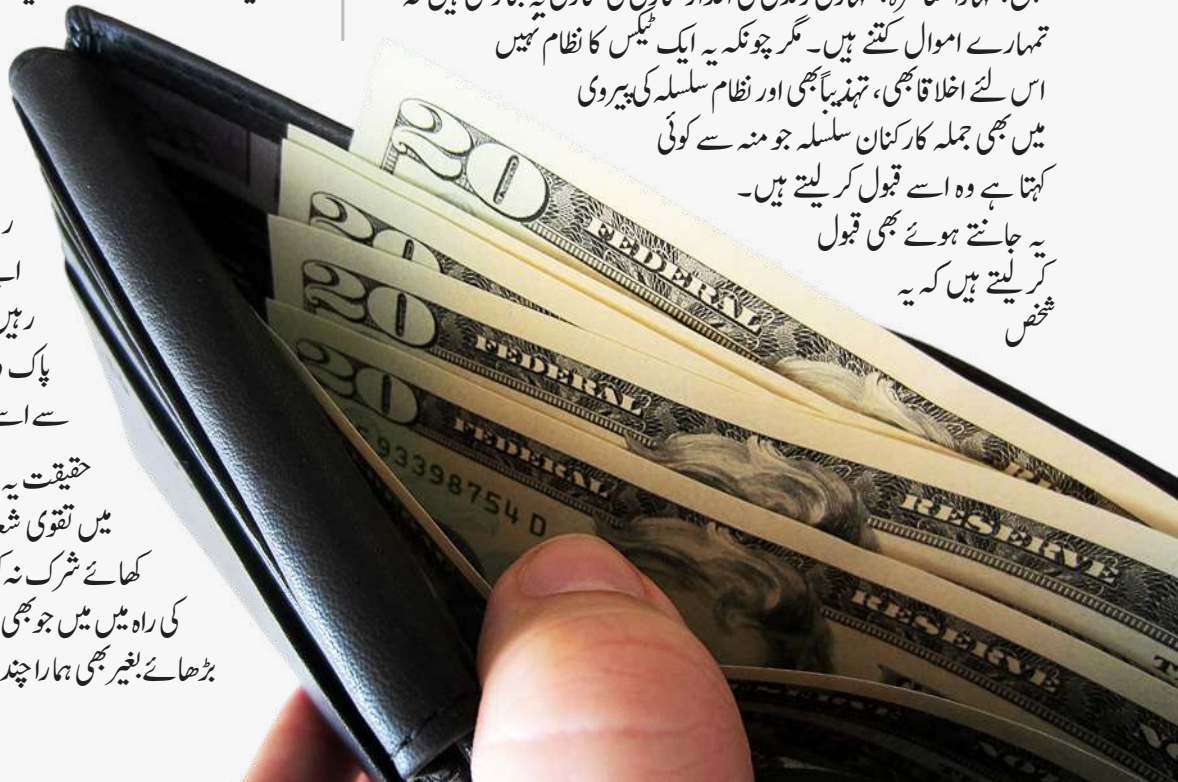
خدا کی راہ میں قربانی:۔

"........ کیسے تعجب کی بات ہے کہ احمدی کہلا کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلاۃ والسلام کے ہاتھ پر تجدید بیعت کر کے یہ دعوے کر کے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے۔ یہ عہد و پیمان باندھ کر کہ ہم دوبارہ اسلام کی کشتی کو پار لگانے کے لئے اپنے سر دھڑ کی بازی لگا دیں گے اپنے جسموں کو بھی فرق کرنا پڑا اس راہ میں تو غرق کر دیں گے تاکہ اسلام کی کشتی کامیابی اور کامرانی کی ساتھ پار ہو سکے۔ اس کے باوجود دیکھتے ہیں کہ جماعت کے چند آدمی اس بوجھ کو اٹھا رہے ہیں جو لکھو لکھہا کروڑوں کا کام ہے کہ وہ اٹھائیں اور صرف چند آدمی ہیں جو اس بوجھ کو اٹھائے ہوئے ہیں اور کوئی احساس پیدا نہیں ہوتا۔ کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ کوئی انسانی ہمدردی کا جذبہ پیدا نہیں ہوتا۔ کوئی احساسِ ندامت دل میں پیدا نہیں ہوتا کہ ہم بھی تو اسی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہم نے بھی تو وہی وعدے کئے تھے۔ ہم پر بھی تو احسان ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے کہ دوبارہ اسلام کی حقیقی لذتوں سے آشنا کیا اور بڑے آرام سے کھڑے اس طرح نظارے کر رہے ہیں جیسے ڈوبتی کشتی کا کوئی ساحل سے نظارہ کر رہا ہو اور کوئی اس کے دل میں حس پیدا نہ ہو.......

........اس لئے انسانی ہمدردی کا تقاضا یہ ہے کہ ان کو ساتھ شامل کیا جائے۔ اس لئے وہ سارے جو آج اس خطبے میں شامل ہیں وہ اپنے اپنے ماحول میں جا کر اس بات کے مبلغ ہیں کہ پہلے جو کمزور ہیں، جو خدا کی راہ میں خرچ سے ڈر رہے ہیں ان کو بتایا جائے کہ تم تو محروم ہو رہے ہو۔ نیکیوں سے بھی محروم ہو رہے ہو اور خدا کے فضلوں سے بھی محروم ہو رہے ہو۔ اس دنیا سے بھی محروم ہو رہے ہو جس کے پیچھے تم پڑے ہوئے ہو۔ تمہارے روپوں میں برکت نہیں رہے گی۔ تم اپنی اولادوں کی خوشیوں کو نہیں دیکھ سکو گے۔ ان سے محروم کئے جاؤ گے۔ تمہاری آنکھوں کے سامنے تمہاری لذتیں نکل جائیں گی تمہارے دلوں سے اور ان کی جگہ غم اور فکر لے لیں گے۔ یہ تقدیر ہے ان احمدیوں کیلئے جو احمدیت کو چھوڑ کر دور جا رہے ہیں۔ یہی ہم نے دیکھا ہے ہمیشہ۔

اور جو خدا کی راہ میں قربانی کرتے ہیں اللہ ان کی قربانی رکھا نہیں کرتا۔ کون سا قربانی کرنے والا آپ نے دیکھا ہے جس کی اولا دفاقے کر رہی ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا خاندان دیکھیں خدا نے فضل کئے ہیں۔ مگر اس وقت تک یہ فضل ہیں جب تک کوئی سمجھے کہ کس کی بناء پر ہیں۔ اگر کسی دماغ میں یہ کیڑا پڑ جائے کہ میری کوشش ہے۔ میری چالا کی ہے۔ میرے ہاتھ کا کرتب ہے تو بڑا بیوقوف ہو گا۔ یہ ان چند روٹیوں کے طفیل مل رہا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے خدا کی راہ میں قربان کی تھیں۔ ابھی نبوت بھی عطا نہیں ہوئی تھی کہ جو کچھ تھا خدا کو پیش کر بیٹھے۔ یہ اس کا صدقہ ہے جو کھایا جا رہا ہے۔ صرف وہی نہیں، سینکڑوں احمدی خاندان ہیں جو اسی قسم کی قربانیوں کا پھل کھا رہے ہیں........

(خطبۂ جمعہ 1 ستمبر 1986 - سپین)

شرح میں کمی کی اجازت:۔

"میں نے تو بارہا یہ اعلان کیا ہے کہ اگر کوئی شخص اتنا نہیں دے سکتا جو شرح کے مطابق ضروری ہے تو صاف کہے، اپنے حالات پیش کرے۔ چندہ عام ہے وہ خلیفہ وقت معاف کر سکتا ہے۔ اور میں کھلا وعدہ کرتا ہوں کہ جو دیانتداری سے سمجھتا ہے کہ میں نہیں پورا اتر سکتا میری شرح کم کر دی جائے اس کی شرح کم کر دی جائے گی۔ لیکن جھوٹ نہ بولیں خدا سے۔ یہ نہ ہو کہ خدا کروڑ دے رہا ہو اور آپ لاکھ کے اوپر چندہ دے رہے ہوں اور بتا یہ رہے ہوں کہ دیا ہی خدا نے لاکھ ہے۔ اللہ کوئی بھول جاتا ہے۔ (نعوذ باللہ من ذالک) کہ میں نے اس کو کیا دیا تھا اور اب یہ مجھے کیا واپس کر رہا ہے۔ جس نے دیا ہے وہ تو دلوں کے بھیدوں سے آشنا ہے، وہ مخفی ارادوں سے آشنا ہے۔ وہ ان بنک بیلنسز سے آگاہ ہے جن میں روپے جاتے ہیں۔ اور غائب ہو جاتے ہیں اور تسلی نہیں پاتا انسان، اور بڑھانا چاہتا ہے۔ تو جو ضرورت مند ہے اس کی ضرورتوں کی فکر کی جائے گی۔ اس کی ضرورت کا لحاظ کیا جائے گا۔ اس کو خوشی سے اجازت دی جائے گی بلکہ ایسا ضرورت مند احمدی جو چندہ نہیں دے سکتا امداد کا مستحق ہے جماعت کا کام ہے جہاں تک ممکن ہو اس کی امداد کرے۔ لیکن خدا سے جھوٹ بولنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ اس لئے ایک مہلت میں دیتا ہوں اس خیال سے کہ ہمارے بھائی ضائع نہ ہوں۔

مجھے اس بات کی کوئی فکر نہیں ہے کہ خدا کے کام کیسے پورے ہونگے۔ اگر میں یہ فکر کروں تو مشرک بن جاؤں گا۔ مجھے اس بات کی ہرگز فکر نہیں ہے کہ اگر کوئی احمدی ضائع ہو گئے تو

ان کی جگہ اور کیسے ملیں گے۔ ایک جائے گا تو خدا ہزاروں لاکھوں دے سکتا ہے اس کے بدلے، اور دے گا۔ مجھے فکر یہ ہے کہ ایک بھی احمدی ضائع کیوں ہو۔ کیوں ہمارا بھائی ایک اچھے رستہ پر چل کر بھٹک جائے اور ہم سے ضائع ہو جائے۔ تو مجھے ان کی ذات کا غم ہے۔ اپنی جماعت کا غم تو کوئی نہیں۔ جماعت کا غم تو میرا خدا کرے گا اور وہی ہمیشہ کرتا چلا آیا ہے۔ جماعت کی ضرورتیں وہی پوری کرتا ہے اور وہی پوری کرے گا۔ اس لئے جب تک ایک موقعہ دے کر ہم اپنے بھائیوں کو ساتھ نہ ملا لیں ایک آرڈر نہ پیدا ہو جائے نظام کے اندر سے دوست دیانتداری اور تقویٰ کے ساتھ مالی قربانیوں کے کم سے کم معیار پر پورے نہ اتر آئیں اگر ہم آگے بڑھیں گے تو وہی چند لوگ جو السابقون الاولون ہیں وہی قربانیوں کا بوجھ اٹھاتے چلے جائیں گے۔ اور لوگوں کو پتہ بھی نہیں لگے گا کہ یہ چند آدمی ہیں صرف ساری جماعت نہیں ہے۔

تو یہ دعا بھی کرنی چاہئے اپنے ان بھائیوں کے لئے اللہ تعالیٰ ان کو سمجھ دے عقل دے۔ قربانیوں کی ہمت اور توفیق عطا فرمائے۔

(خطبۂ جمعہ 11ستمبر 1986ء سپین)

یاد دہانی ضروری ہے:۔

''امر واقعہ یہ ہے کہ مالی قربانی کا حکم قرآن کریم میں جو بار بار دیا گیا ہے۔ یہ اس ضرورت کے پیش نظر ہے کہ مالی قربانی سے لوگوں کا تزکیہ ہوتا ہے۔ لوگوں کے اندر پاکیزگی پیدا ہوتی ہے۔ مومن کو مزید تقویٰ نصیب ہوتا ہے اور قوم کی اصلاح ہوتی ہے اور قوم میں ایک نئی زندگی پیدا ہوتی ہے اور بہت سی دوسری بدیوں سے چھٹکارے کی توفیق ملتی ہے.....

اگر مجھے یاد دہانی کا خیال نہ بھی آئے تو اصل قربانی کا جو فلسفہ ہے، جو قربانی کی اصل روح ہے، اس کے پیش نظر لازماً مجھے بار بار جماعت کو یاد دہانی کروانی چاہئے کہ خدا کی راہ میں تم فقیر ہو۔ اگر تم مالی قربانی نہیں کرو گے تو نقصان اٹھاؤ گے. ہے۔ اور قرآن کریم نے ہمیں یہ نکتہ سکھایا ہے کہ جو خدا کی راہ میں مالی قربانی کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے اموال میں بے انتہا برکتیں بخشتا ایک پہلو جو قرآن کریم ہمارے سامنے رکھتا ہے کہ خدا کی راہ میں ادا کرنے سے یا قربانیاں کرنے سے تم امیر ہو گے۔ کیونکہ تمہارا غنی سے تعلق جڑے گا اور اگر اس تعلق کو کاٹو گے تو تم فقراء ہو جاؤ گے۔ پس مذہبی قوم میں اگر مالی قربانی کو بھلا دیں تو پھر ان پر غربت کی مار پڑا کرتی ہے۔ اگر وہ مالی قربانی میں پیش پیش ہوں تو اللہ تعالیٰ ان کو بے انتہا نعمتیں عطا کرتا ہے۔

یہ وہ راز ہے جسے ہمیں اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے اور قومی اقتصادی تعمیر کے سلسلے میں بھی اسے استعمال کرنا چاہئے''

(خطبۂ جمعہ 28/ستمبر 1990ء)

باقاعدگی کا اصول حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہے:۔

اب یہ جو باقاعدگی کا اصول حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہے یہ بہت ہی اہمیت رکھتا ہے اول تو یہ کہ روز مرہ کی زندگی میں جو کم کھانے والے ہیں وہ بھی باقاعدہ تو کھاتے ہیں یعنی یہ نہیں ہو سکتا کہ دو مہینے ناغہ کر لیا اور پھر شروع کر دیا کھانا، روزمرہ کے دستور کے لحاظ سے کچھ باقاعدگی لازم ہے۔ اور جس کو توفیق ہے وہ ضرور اختیار کرتا ہے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام بڑی سنجیدگی سے اس مسئلے کو انسانی روحانی بقاء کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ اور پیسہ بھی قبول فرما رہے ہیں خدا کی راہ میں، مگر تاکید کے ساتھ کہ دیکھو ہمیں فرق نہیں پڑے گا تمہیں فرق پڑے گا۔ لیکن مقرر کرو تو پوری وفا کے ساتھ عہد پر قائم رہتے ہوئے اسے ہمیشہ اسی طرح دیتے چلے جاؤ۔ اور یہ جو قانون ہے کہ حسب توفیق دو اور پھر باقاعدہ دو یہ ایسا قانون ہے جو نشوو نما پاتا ہے۔ اس کے اندر ہی خدا تعالیٰ نے نشوو نما کی گل رکھ دی ہے۔ اور ایسا شخص جو باقاعدگی سے تھوڑا دینا شروع کرتا ہے لازماً بڑھاتا ہے۔ اس کا دل بھی کھلتا ہے اس کی توفیق بھی بڑھتی چلی جاتی ہے اور جو پیسہ وہ آنوں میں، آنے روپوؤں میں یعنی جو بھی دنیا میں مختلف currencies ہیں ایک درجے کا جو سکہ رہے دوسرے درجوں میں تبدیل ہوتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ہزاروں دینے والے لاکھوں میں چلے جاتے ہیں لاکھوں والے کروڑوں میں میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اور جماعت کی تاریخ من حیث الجماعت یہی منظر دکھا رہی ہے۔ وہ جو پیسے دینے والی جماعت تھی لیکن اخلاص سے، باقاعدگی سے دیئے اللہ نے اسے ہزاروں دینے والی بنا دیا۔ پھر لاکھوں دینے والی بنادیا تو لاکھوں کے بطن سے وہ پیدا ہوئے جنہوں نے کروڑوں دیئے اور اب تو اربوں کا وقت ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔"

(خطبۂ جمعہ 11نومبر 1994ء)

انصار ڈائجسٹ

احمدی مصنفّین کے بنیادی اصولی رنگ کی اہمیت

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے نے چند کتب پر ریویو کرتے ہوئے احمدی مصنفّین کی اصولی رنگ میں رہنمائی کرتے ہوئے ان سے اس امید کا اظہار فرمایا کہ وہ اپنی کتابوں میں صرف صحیح روایات اور سچے اور ثابت شدہ واقعات درج کرنے کی کوشش کریں گے اور کچی اور سُنی سنائی باتوں سے اجتناب رکھیں گے تاکہ ان کی کتابیں ان برکات سے متمتّع ہوں جو خدا کی طرف سے ہمیشہ صداقت کے ساتھ وابستہ رہی ہیں۔

خلفائے احمدیہ کے ساتھ چند حسین یادگار لمحات

تحریر:۔طارق محمود ناصر

حضورِ انور کی طرف سے محبت بھرا تحفہ:۔

جرمنی دورہ پر ہالینڈ میں حضور انور کی طرف سے نقد رقم کا تحفہ ملا مکرم سید قاسم شاہ صاحب بھی ساتھ تھے ہم دونوں خدام کے ساتھ ہالینڈ کی سیر پر گئے شام کو حضور نے پوچھا کیا شاپنگ کی اپنی بیگم کے لئے میں نے بتایا حضور چیزیں بہت مہنگی ہیں میں یہ رقم اپنی بیگم کو بھجوا دوں گا وہ خود شاپنگ کر لے

گی حضور میری اس بات سے بہت ہنسے اور فرمایا چلو یہ بھی ٹھیک ہے

کشتی رانی اور حضورِ انور کا پُرلطف مذاق

اس دورہ پر شام نماز مغرب کے لئے خاکسار حضور انور کے انتظار میں کھڑا تھا جب حضور انور باہر تشریف لائے میں نے سلام کیا پھر حضور انور نے حال پوچھا اور فرمایا یہاں آکر کیا کام کیا میں نے بتایا حضور کشتی چلائی جو مجھے مکرم چوہدری ہادی علی صاحب نے سکھائی حضور انور نے پوچھا کیا اکیلے بھی کشتی چلائی تو میں جھیل کی طرف اشارہ کرکے بتایا آئی لینڈ تک گیا حضور نے فرمایا کیا آئر لینڈ تک ؟ مجھے سمجھ نہیں آئی اور جواب دیا جی حضور اس پر حضور مسکرائے اور پوچھا کتنی دیر میں واپس آئے تو میں بتایا کوئی چالیس منٹ میں حضور نے فرمایا بہت اچھے شاباش اتنے میں نماز والی جگہ پر پہنچ گئے نمازوں کے بعد حضور انور نے مکرم منیر جاوید صاحب کو ارشاد فرمایا نوٹ کر لیں آئندہ سارے دورے طارق کے ساتھ کرنے ہیں سب خاموش رہے پھر حضور نے فرمایا معلوم ہے میں لندن سے یہاں آٹھ گھنٹے میں آیا اور طارق آئرلینڈ سے چالیس منٹ میں آجاتا ہے اس پر جماعت کی رقم اور وقت بچ جائے گا سب مسکرانے لگے مجھے آج بھی حضور انور کا مسکراتا ہوا چہرا نظر آتا ہے اللہ حضور انور کو جنت میں اعلیٰ مقام دے آمین

مچھلی کا شکار اور حضورِ انور کی شفقت و محبت

کینیڈا دورہ پر میں بھی ان خوش نصیبوں میں شامل تھا وہاں چند دن کے لئے سیر کرنے کے لئے گئے وہاں ہم لوگوں نے بہت مزے کئے لیکن پیارے حضور تقریباً سارا وقت قرآن مجید کا ترجمہ کرتے رہے مکرم ماجد طاہر صاحب اور حضور کئی گھنٹے مسلسل یہ کام کرتے رہے

ایک دوپہر خاکسار جھیل کے کنارے کھڑے مچھلی پکڑنے کی کوشش کر رہا تھا کچھ اور لوگ بھی ساتھ تھے مکرم نسیم مہدی صاحب اور مکرم منیر جاوید صاحب مکرم ہادی علی چوہدری صاحب بھی ساتھ تھے کچھ دیر کے بعد ایک چھوٹی سے مچھلی جس کو میں نے پکڑا تھا میں نے شور مچا دیا مچھلی آئی مچھلی آئی پھر اچانک پیارے آقا کی آواز آئی دیکھاؤ کدھر ہے مجھے علم ہی نہیں تھا پیارے آقا بھی ساتھ آکر کھڑے ہیں جب میں نے مچھلی کو نکالا تو اتنی چھوٹی مچھلی تھی کہہ حضور نے مسکرا کر فرمایا۔ چلو سب کی دعوت ہو جائے گی پھر مجھے حضور نے ارشاد فرمایا گنڈویا لگا کر دو مجھے اسکو پکڑنا بلکل اچھا نہیں لگتا تھا لیکن جیسے ہی حضور انور نے ارشاد فرمایا میں جلدی سے اسے پکڑا لیکن کانٹے پر لگاتے ہوئے جب حضور انور نے دیکھا تو فرمایا لگتا ہے آپ نے یہ پہلے کبھی نہیں لگایا میرے انکار پر حضور نے شفقت سے مجھے گنڈویا لگانے کا طریق بتایا اور پھر حضور انور نے دو مچھلیاں پکڑیں خاکسار نے صاف کیں اور شام کو سب کو کھانے پر پیش کی گئی الحمدللہ

نماز اور اسکی ادائیگی پر خلیفہ وقت کی نصیحت:۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نماز کے بارے میں اکثر جماعت کو نصیحت فرمایا کرتے تھے اس دن میری ڈیوٹی مسجد کے اندر تھی حضور نے نماز کے بارے میں بڑی تفصیل سے بتایا اور ساتھ فرمایا اپنے جائزے لیں کہ آپکی نمازیں صرف ٹکریں نہ ہوں خاکسار جائزہ لیتا رہا دل بہت گھبرایا شام کو خاکسار نے ملاقات کی درخواست کی جو حضور انور نے منظور فرمالی اور فرمایا آخری ملاقات آپ کی میرے چہرے پر پریشانی نمایاں تھی حضور انور نے پوچھا کیا بات ہے تو میں بیٹھ کر روتا رہا حضور نے پوچھا مالی پریشانی ہے میں نے روتے روتے اپنی نمازوں کے بارے میں حضور کو بتایا کہ حضور میری زندگی

میں تو کوئی ایسی نماز نہیں جسکو میں اللہ کے حضور پیش کر سکوں مجھے تو بے حد ڈر لگتا ہے حضور اٹھ کر میرے پاس آ گئے میں بھی اٹھنے لگا تو حضور نے اپنے ہاتھ سے مجھے بٹھا دیا اور فرمایا جیسی بھی ہے نماز چھوڑنا مت اور دعا کرتے رہو اے اللہ میں ایسا ہی ہوں تیرا فضل اور رحم ہی ہو گا اور تیری ہی دی ہوئی توفیق سے تو مجھ جیسے کو تیری رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق ملے گی لیکن کوشش کرنا مت چھوڑنا اور پھر فرمایا نماز کا وقت ہو رہا ہے چلیں پھر نماز کے لئے ہم کتنے خوش نصیب ہیں اللہ نے ہمیں خلافت کی عظیم نعمت عطا فرمائی ہے جو قدم قدم پر ہماری راہنمائی کرتی ہے اللہ ہمیں خلیفہ وقت کا سلطان نصیر بنائے آمین

تربیت کرنے کا انداز

خاکسار لندن میں حضرت خلیفۃ المسیح رابع رحمہ اللہ ملاقات کروانے کے لئے کھڑا تھا وہاں پر میری ڈیوٹی تھی کہ ملاقات سے آنے والے احباب کو راستہ بتانا کہ کیسے باہر جانا ہے یہ تقریباً دو گھنٹے طویل ڈیوٹی ہوتی تھی خاکسار وہاں کھڑا کچھ دعائیں یاد کیا کرتا تھا ایک دن ملاقات کے دوران جب ایک فیملی ملاقات کر کے باہر آئی تو ساتھ ہی حضور رحمہ اللہ آ گئے میں گھبرا کر سلام کیا اور کتاب پکڑ کر ہاتھ پیچھے باندھ لئے حضور نے فرمایا میں ابھی آتا ہوں خاکسار نے کہا جی حضور تھوڑی دیر کے بعد حضور تشریف لے آئے اور مجھے دیکھ کر فرمایا کیا پڑھ رہے تھے میں نے کتاب آگے کر دی میں سوچ رہا تھا اب ڈانٹ پڑے گی لیکن میں قربان جاؤں اپنے آقا کی شفقت کے میرے ماتھے پر بوسہ دیا اور فرمایا بہت مفید کتاب ہے اور اتنی محبت اور شفقت سے مجھے دیکھتے رہے الحمدللہ

خلیفہ وقت کا اپنے ہاتھ سے کام کرنا

جرمنی 1994 میں فریکفرٹ سے ہمبرگ جاتے ہوئے دوپہر کھانے کے لئے راستہ میں ٹھہرے حضور اپنی فیملی کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا رہے تھے ہم دوسرے پلاٹ میں تھے میں نے جلدی جلدی کھانا کھایا اور جب میں نے دیکھا حضور کی فیملی اٹھ کر گاڑی میں چلے گئی اور میں نے دیکھا حضور جلدی جلدی برتن اٹھا رہے تھے میں باڑ پھلانگ کر بھاگا اتنے میں حضور برتن ٹریش بیگ میں ڈال رہے تھے میں نے برتن حضور کے ہاتھ سے پکڑنے کی کوشش کی تو حضور نے فرمایا ہر ایک کو اپنے حصہ کا کام خود کرنا چاہئے میں روتے ہوئے درخواست کی حضور اللہ نے جو کام آپکے سپرد کیا ہے آپ اسے بخوبی بجا لا رہے ہیں اتنا کام تو مجھے کرنے دیں لیکن پھر حضور نے میرے ساتھ ملکر صفائی میں حصہ لیا اور اپنے ہاتھ سے کام کرنے کا عملی نمونہ بھی دیا جو ہمارے لئے ایک بہترین نمونہ ہے

خلیفۃ المسیح کی شجاعت اور دلیری کا ایک واقعہ:۔

ان دنوں کی بات ہے جب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ مولوی کی طرف سے چھوٹے مقدمہ میں گرفتار تھے خاکسار اس وقت ناظم عمومی ربوہ کے طور خدمت بجا لا رہا تھا مقدمہ کی پیشی کے موقع پر خاکسار بھی جھنگ عدالت جایا کرتا تھا وہاں جماعتی وفد سے الگ کھڑے ہوئے ڈیوٹی کرتا تھا خاکسار نے کبھی بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو پریشان نہیں دیکھا بڑے حوصلہ اور مسکراتے ہوئے عدالت آتے اور دوسروں کو بھی حوصلہ دیتے رہتے۔ جب ضمانت کینسل ہونے پر ربوہ تھانہ میں رکھا گیا تو خاکسار شام کو مکرم مرزا رقاص احمد صاحب کے ساتھ تھانے میں ملاقات کے لئے حاضر ہوا تو بہت مسکراتے ہوئے ہمارا حال چال پوچھا اور مسکراتے اور مذاق بھی کرتے رہے اور تسلی دیتے رہے پھر جب جھوٹا کیس ختم ہوا تو شام دار الضیافت میں اہل ربوہ استقبال کے لئے آئے تو خاکسار ان خوش نصیب افراد میں شامل تھا جب میری باری آئی تو حضور انور نے پھر حال پوچھا کہہ کیسے ہو میں اب بھی حیران ہوں ایک جیل وہ بھی پاکستان جیسے ملک کی لیکن جوانمردی اور شجاعت اور اطمینان حضور کے چہرہ پر دیکھا الحمدللہ اور ہمیں تسلی دینے کے لئے مذاق بھی کرتے تھے

خلیفہ وقت کی شفقت اور بچوں سے پیار کا واقعہ:۔

اہل ربوہ ستر کی دہائی (عہد خلافت ثلاثہ) سے خوب واقف ہیں بڑا مشکل وقت تھا اس وقت ربوہ کی آبادی اتنی زیادہ نہیں تھی ہمارا گھر صدر شمالی میں تھا اور ہمارے گھر کے بیک سائیڈ پر خالی پلاٹ ہوتا تھا ہم عصر کی نماز کے بعد سرگودھا روڑ کے ساتھ کھیلا کرتے تھے اکثر حضور خلیفۃ الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی زمینوں پر جایا کرتے تھے ہم گاڑی دیکھ کر بھاگ کر سرگودھا روڑ پر کھڑے ہو جاتے اور ہاتھ ہلا ہلا کر سلام کرتے اس وقت حضور گاڑی آہستہ کرواتے ہم بچے ساتھ ساتھ گاڑی کے بھاگنا شروع کر دیتے مجھے آج بھی حضور رحمہ اللہ کا ہاتھ ر آتا ہے تو مسکراتے ہوئے ہاتھ کے اشارہ سے ہمیں روکتے بلکہ گاڑی بہت آہستہ کر لیتے تاکہ بچوں کا چوٹ نہ لگ جائے الحمدللہ

تعزیت کے آداب

جب کسی کی وفات کی خبر سنیں تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ کے الفاظ کہیں۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ ہم اللہ کے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ تعزیت کے لئے مرحوم کے رشتہ داروں کے پاس جانا چاہئے اور انہیں تسلی دینی چاہئے اور صبر کی تلقین کرنی چاہئے۔ رسول کریم ﷺ کی مثالیں دے کر انہیں دلاسہ دینا چاہئے۔ میّت کے پاس جب بیٹھے ہوں بجز خیر کے کلمات کے دوسری باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔ تعزیت کے لئے جائیں تو وہاں فضول باتیں نہ کریں اور نہ ہی کوئی ایسی حرکت یا بات کریں جس سے مرحوم کے اعزّہ کو یہ خیال گزرے کہ یہ لوگ ہمارے دکھ میں شریک ہونے نہیں آئے بلکہ محض رسماً آئے ہیں۔

جزع فزع کرنا اسلام میں منع ہے۔ تعزیت کے وقت چھاتی کوٹنا، سر کے بال کھول کر رونا اور چلانا، گریبان پھاڑنا اور بے صبری کے کلمات کہنا سب جاہلیت کی رسمیں ہیں۔ عموماً دیکھا گیا ہے کہ ماتم پرسی کرنے والے ہمسائے اور رشتہ دار صبر کرنے کی تلقین کرنے کی بجائے مرحوم کے اعزّہ کے ساتھ مل کر رونے پیٹنے میں شریک ہو جاتے ہیں۔ یاد رکھنا چاہئے کہ ان باتوں سے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسولؐ ناراض ہوجاتے ہیں اور انسان کا ایمان اور ثواب ضائع ہوجاتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نوحہ اور ماتم کو ناپسند فرماتے تھے۔ غم ایک قدرتی احساس ہے جو کسی کی تکلیف اور دکھ کو دیکھ کر انسان کے اندر پیدا ہو جاتا ہے۔ غم کی وجہ سے انسان کا دل بوجھل ہوجاتا ہے اور آنسو بہنے لگتے ہیں۔ آنسو بہانے سے عذاب نازل نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ اس غم سے منع کرتا ہے جس سے انسان کے حواس ختم ہو جائیں اور اس کی عقل ماری جائے اور کام کرنے کی قوت مفلوج ہوجائے۔

حضور اکرم ﷺ ماں سے بڑھ کر شفیق و رحیم تھے۔ آپ کی آنکھیں کسی کی تکلیف دیکھ کر بے ساختہ آنسو بہانے لگتیں۔ اسلام ہمدردی کا مذہب ہے۔ جب کسی بھائی یا ہمسائے کے گھر ماتم ہو جائے تو برادرانہ ہمدردی کی راہ سے کھانا تیار کر کے اس کے گھر بھجوایا جائے۔ تعزیت کے لئے جائیں تو موت فوت کے متعلق بدعات اور رسومات سے قطعی پرہیز کریں۔ مجلس فاتحہ خوانی، قل خوانی جو وفات کے تیسرے دن کی جاتی ہے، میں شامل نہ ہوں۔ یہ سراسر بدعات ہیں۔ رسول کریم ﷺ آپ کے خلفاء راشدینؓ اور صحابہ کرامؓ کے زمانے میں ان کی کوئی سند نہیں ملتی۔

آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے۔ کُلَّ بِدعَةٍ ضَلَالَةٌ ہر بدعت گمراہی کی طرف لے جاتی ہے۔ بدعت کے بے پناہ داغوں نے آج لوگوں کو گمراہی کے راستوں کی طرف دھکیل دیا ہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ میّت کو صرف دعا اور صدقہ پہنچتا ہے۔ تعزیت کیلئے جائیں تو عورتوں کو چاہئے کہ وہ جنازہ کے ساتھ نہ جائیں۔ حضرت امّ عطیہؓ بیان کرتی ہیں کہ آپؐ نے ہمیں جنازوں کے پیچھے جانے سے منع کیا۔ مگر اس باب میں ایسا تشدد نہیں کیا گیا۔

(بخاری و مسلم)

جنازہ کے ساتھ نوحہ اور ماتم کرتے ہوئے جانا ایک نہایت نازیبا حرکت ہے۔ اسلام نے اس سے روکا ہے۔ حضورؐ نے تو اس جنازہ کے ساتھ صحابہؓ کو جانے سے منع کر دیا جس پر کوئی عورت نوحہ کر رہی ہو۔ جنازہ جب جائے تو تعظیماً کھڑے ہو جانا چاہئے۔ آنحضور ﷺ جب جنازہ جاتا تو کھڑے ہو جاتے تھے۔ بخاری میں روایت ہے کہ آپؐ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ جنازہ جاتا ہو تو اس کے ساتھ جاؤ۔ ورنہ کم از کم کھڑے ہو جاؤ اور اس وقت تک کھڑے رہو کہ جنازہ سامنے سے نکل جائے۔

رپورٹ مجلسِ شوریٰ 2024ء

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس انصاراللہ بیلجئیم کو اپنی 28 ویں مجلس شوریٰ مؤرخہ 8 دسمبر 2024ء بمقام بیت السلام دلبیک منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ۔

شوریٰ کی کاروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ تلاوت مکرم حافظ عطا اللہ صاحب نے اردو ترجمہ کے ساتھ پیش کی اور ڈچ ترجمہ مکرم شکیل احمد صاحب نے پیش کیا۔ بعد ازں محترم وسیم احمد شیخ صاحب صدر مجلس انصاراللہ بیلجئیم نے نظامِ شوریٰ کی اہمیت قواعد و ضوابط اور نمائندگانِ شوریٰ کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ دُعا کے بعد شوریٰ کی کاروائی کا آغاز ہوا ۔ مکرم شاہد محمود صاحب سیکٹری شوریٰ نے تجاویز برائے شوریٰ 2023ء پر عمل درآمد کی جائزہ رپورٹ پیش کی اور بعد میں تجاویز برائے شوریٰ 2024ء پڑھ کر سنائیں جس کے بعد مکرم عبدالباسط بھٹی صاحب قائد مال نے بجٹ 2025ء نمائندگانِ شوریٰ کے سامنے پیش کیا بعد ازاں پیش کی گئی تجاویز پر غور و خوض کے لئے سب کمیٹیاں تشکیل دی گئیں ۔ اس کے ساتھ ہی پہلے اجلاس کی کاروائی اختتام پذیر ہوئی۔

نماز اور کھانے کے وقفے کے بعد مجلس شوریٰ کے دوسرے اجلاس کا آغاز ہوا۔ سب کمیٹیوں نے تجاویز سے متعلق اپنی سفارشات پیش کیں جن پر نمائندگان شوریٰ نے سیر حاصل بحث کی اور اس سال کی تجاویز کو حسبِ قواعد حتمی شکل دینے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمتِ اقدس میں پیش کرنے کی منظوری دی۔

آخر میں محترم وسیم احمد شیخ صاحب صدر مجلس نے اختتامی کلمات میں شرکاء کا شکریہ ادا کیا اور دعا کے ساتھ اس بابرکت مجلس شوریٰ کا اختتام ہوا۔ الحمدللہ علی ذالک۔

سیکرٹری مجلسِ شوریٰ:۔ شاہد محمود

نیشنل تربیتی سیمینار 2024ء مجلس انصار اللہ بیلجیئم

رپورٹ:۔کاشف ریحان خالد، قائد اشاعت مجلس انصاراللہ بیلجیئم

اللہ تعالیٰ کے خاص فضل و کرم سے مورخہ 17 نومبر بروز اتوار بمقام بیت المجیب برسلز مجلس انصار اللہ بیلجئیم کو اپنا دوسرا نیشنل تربیتی سیمینار منعقد کرنے کی توفیق ملی الحمداللہ۔

نیشنل تربیتی سیمینار کی اجازت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت مجلس شوریٰ مجلس انصاراللہ بیلجیئم 2021 کی تجویز کو منظور فرماتے ہوئے مرحمت فرمائی تھی۔ اس سال سیمینار کا موضوع عائلی زندگی تجویز کیا گیا تھا۔ لہذا حضور اقدس کی خدمت میں سیمینار کے لیے مرکزی طور پر کسی مہمان خصوصی کی درخواست کی گئ جس کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت منظور فرماتے ہوئے مولانا نصیر احمد قمر صاحب ایڈیشنل وکیل الاشاعت لندن کی اجازت بطور مہمان خصوصی فرمائی الحمدللہ۔ اس سیمینار کی صدارت محترم مولانا نصیر احمد قمر صاحب نے کی۔

کھانے اور نماز ظہر و عصر باجماعت ادا کرنے کے بعد نیشنل تربیتی سیمینار کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ تلاوت محترم حافظ جہانزیب قریشی صاحب نے پیش کی۔ تلاوت کا اردو اور فرنچ ترجمعہ مکرم محمد اسماعیل خان صاحب نے پیش کیا۔ عہد صدر مجلس انصاراللہ بیلجیئم مکرم وسیم احمد شیخ صاحب نے دوہرایا ۔حضرت مسیح معود علیہ السلام کا منظوم کلام مکرم طارق حسین صاحب نے پیش کیا۔ تعارفی خطاب مکرم محمد اعظم بھاگٹ صاحب قائد تربیت نے پیش کیا ۔اس کے بعد مرکزی مہمان مولانا نصیر احمد قمر صاحب نے سیمینار میں شاملین کے سوالات کے پر حکمت جوابات دیے اور ان کو اپنے تجربات اور تاثرات کے اظہار کا موقع دیا۔

سوال و جواب کی نشست کے بعد مولانا نصیر احمد قمر صاحب نے سیمینار کے چنیدہ موضوع عائلی زندگی پر اپنا پر معارف خطاب پیش کیا جسے تمام شاملین نے نہایت توجہ سے سنا اور بہت پسند کیا الحمدللہ۔ سیمینار کے آخر پر صدر مجلس انصاراللہ بیلجیئم مکرم وسیم احمد شیخ صاحب نے اختتامی کلمات کے ذریعے مہمان خصوصی مولانا نصیر احمد قمر صاحب کا شکریہ ادا کیا بعد ازاں سیمینار کا اختتام مولانا نصیر احمد قمر صاحب کی دعا سے ہوا الحمدللہ۔

سیمینار میں 190 انصار بھائیوں کے ساتھ ساتھ امیر جماعت بیلجئیم مکرم ڈاکٹر ادریس احمد صاحب اور مشنری انچارج بیلجیئم مکرم توصیف احمد صاحب بھی تشریف لائے الحمدللہ ۔مجلس انصاراللہ بیلجیئم مہمان خصوصی جناب مکرم مولانا نصیر احمد قمر صاحب، امیر صاحب بیلجیئم اور مشنری انچارج صاحب بیلجیئم کی تہہ دل سے مشکور ہے جزاک اللہ احسن الجزاء۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں احسن رنگ میں تمام نصائح کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

FAMILY LIFE عائلی زندگی
SUNDAY, 17th NOVEMBER 2024